بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان من جعل رسوله صلی الله علیه
وسلم واسطة العقد بین مدارج الوجوب
ومدارك الامكان مرج البحرین یلتقیان
بینهما برزخ لا یبغیان واوجد الکائنات
له وهداهم لاجله واعطاه ما لم یعط احدا
من قبله ارسله الی الناس کافة بشیرا
ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا
والصلوة والسلام علی من عاداته العبادات
والعبادات له عادات لطیفة قلبه بیت الله
بل الحق انه ادون من الله واعلی مما سوی
الله وعلی اله الامناء واصحابه العظماء۔
وبعد۔ فما زلت مشغوفا وولهان بان

پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے رسول صلعم کو وجوب اور امکان
مین واسطہ بنایا دو دریا جاری کیے جو آپس مین ملتے ہین
اور اون مین ایک برزخ ہے جو اونکو بڑہنے نہین دیتی اور
کائنات کو آپکے لیے موجود کیا اور آپ ہی کے سبب سے
اونکو ہدایت کی اور آپکو وہ دیا جو آپ سے پہلے کسی کو
نہین دیا اور آپکو سب کی طرف ڈرانے اور بشارت دینے والا
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن بناکر بہیجا۔
اور درود و سلام آپ پر کہ آپکی عادتین عبادت اور
عبادتین عادت ہین آپ کا لطیفہ قلب بیت اللہ ہے
بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ اللہ سے کم اور ما سوے اللہ سے
اعلے ہین اور آپ کی اولاد امین اور اصحاب عظیم ہین۔
اما بعد۔ مجکو ہمیشہ سے اس بات کا ذوق و شوق تہا

احررفی ایمان اباءرسول الانس والجان
واقرہ بایۃ محکمۃ ونص منصوصۃ سیّما لما
شرفنی اللہ بامعان النظر فی تفسیر ھذہ
الایۃ الکریمۃ وقضی ربّک ان لا تعبدوا
الّا ایّاہ وبالوالدین احسانا وقل رب ارحمھما
ازدادت لی شوقًا من حسن تلک السوق
فخلجت ببالی ان منیتی فیہ مشکورۃ واو (منیتی)
فیہ مستورۃ حتی یسر اللہ لی تحریر تلک المبا(نی)
الاقدسیۃ وتقریر تلک المعانی القدسیۃ
فیا ایھا الناظر ما ظنک بھذا الظاھر الباھر
ھذہ لتسوید سدید وجبّل جدید لمن
کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید
لحظات سرقناھا من ایادی الدھور
والازمان وسیمات تنبھناھا من مجا(لی)
افکار ذوی العرفان کتاب فضلہ علی سا(ئر)
الکتب العمیم لان اسمہ دُرّ الیتیم
فی ایمان اٰباء النبیّ الکریم فھا
انا اشرع فی المقصود مترجمًا علی مقدمۃ
وفصول وخاتمۃ۔

کہ مین ایمان ابوین آنحضرت صلعم مین کچھہ لکھون اور او(سے)
آیت محکم ونص قطعی سے مضبوط کرون خصوصًا جب
اللہ تعالی نے مجکو اس آیۂ کریمہ مین غور کرنے کا
شرف دیا کہ اللہ نے حکم دیا کہ سوا اوسکے کسی کی عبا(دت)
نہ کرو اور ماں باپ سے احسان کرو اور کہو کہ اے پروردگار
اونپر رحم کر تو اسے دیکھکر میرا شوق اور بڑہ گیا میرے
دل مین آیا کہ میرا مقصود اس آیت مین پوشیدہ اور
میری کوشش اس امر مین مشکور ہے۔ آخر اللہ نے ان معانی
اقدس ومطالب مقدس کا لکھنا وبیان کرنا مجھپر آسان
کر دیا لہذا اے ناظر تیرا اس عمدہ سالہ کی بابت کیا
خیال ہے یہ اونکے لیے جنکو قلب اور گوش شنوا دیے گئے
ہون قوی تحریر چست سند ہے ایسے چند گھڑیون مین
مین نے صاحبان عرفان کے افکار سے جمع کیا
اور یہ کتاب ایسی ہے جو تمام عام کتابون سے اسلیے
بزرگ ہے کہ اس کا نام دُرّ الیتیم فی ایمان
آبا النبی الکریم ہے اب مین اسے
ایک مقدمہ اور چند فصلون اور ایک خاتمہ
پر مرتب کرکے مقصد بیان کرنا شروع کرتا
ہون۔

اما المقدمة ففی نسبه الطاهر وحسبه
الظاهر فهو سید الاولین والاخرین وخاتم
النبیین والمرسلین محمد ابن عبد الله کما
فی الحدیث عن انس انا محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف
بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی
بن غالب بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانة
بن خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر
بن نزار بن معد بن عدنان الحدیث ؎
وکم اب قد علی بابن ذی شرف ✤ کما
علت برسول الله عدنان - الی ههنا مجمع علیه
وفی ما فوق ذلك الی آدم خلاف لا نتجاوز عنه
قال ابن دحیة اجمع العلماء علی ان رسول الله صلعم
انما انتسب الی عدنان ولم یتجاوز عنه وعن
ابن عباس انه صلعم کان اذا انتسب
لم یجاوز عن معد بن عدنان ثم یمسك ویقول
کذب النسابون مرتین او ثلثا رواه فی مسند
الفردوس لکن قال السهیلی الاصح فی هذا
الحدیث انه من قول ابن مسعود وقال

مقدمہ - آپکے نسب طاہر وحسب ظاہر کے بیان مین
آپ سید اولین وآخرین وخاتم النبیین والمرسلین
محمد بن عبد اللہ ہین چنانچہ حدیث مین حضرت انس سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ
بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد
بن عدنان ہون ؎ اور کون باپ بیٹے کی
بزرگی سے ایسا بزرگ ہوا جیسے عدنان رسول اللہ صلعم
کی وجہ سے بزرگ ہوے یہان تک نسب متفق علیہ ہے
اسکے اوپر تا حضرت آدمؑ اختلاف ہے ہم اوس سے
آگے نہین بڑہتے - ابن دحیہ نے کہا ہے کہ علمانے
اسپر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا نسب عدنان
تک بیان کیا اور اس سے آگے نہین بڑہے اور حضرت
ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جب اپنا نسب بیان
فرماتے تھے تو معد بن عدنان پر رک جاتے اور دو تین بار فرماتے
تھے کہ نسب بیان کرنیوالے جھوٹ بولے یہ حدیث مسند الفردوس
مین ہے لیکن سہیلی کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے

غيره كان ابن مسعود اذا قرء قوله تعالى
الم[1] يأتكم نباء الذين من قبلكم قوم نوح وعاد
وثمود والذين من بعدهم لا يعلمهم الا الله
قال كذب النسابون يعني انهم يدعون علم
الانساب ونفى الله تعالى علمها عن العباد
وروى عن ابن عمر انه قال انما ننتسب الى
عدنان وما فوق ذلك لا ندري ما هو
وعن ابن عباس ان بين عدنان واسمعيل
ثلثون ابا لا يعرفون وقال عروة بن الزبير
ما وجدنا احدا يعرف بعد معد بن عدنان
وكلام حافظ اليعمري وابن حجر العسقلاني
والقسطلاني وغيرهم صريح في ان من عدنان
الى اسمعيل ومن ابراهيم الى ادم خلاف
ثم اختلف في كراهة رفع النسب من عدنان
الى ادم فذهب ابن اسحق وابن جرير وغيرهما
الى جوازه وعليه البخاري وغيره من العلماء
وذهب جمع من اهل العلم الى كراهة ذلك
منهم مالك فانه لما سئل عن الرجل يرفع

اور غیر سہیلی نے کہا کہ جب ابن مسعود آیۃ الم یأتکم نباء
الذین الخ پڑہتے تہے تو کہتے تہے کہ نسب بیان کرنیوالے
جہوٹ بولے یعنی وہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہین حالانکہ
اللہ نے بندون سے اس علم کی نفی کی حضرت عمر سے
مروی ہے وہ کہتے تہے کہ ہم عدنان تک انتساب
کرتے ہین اور اسکے اوپر نہین جانتے کہ کیا ہے ۔
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عدنان و اسمعیل کے
درمیان تیس ۳۰ واسطے ہین جنکے نام نہین معلوم اور عروہ
بن زبیر نے کہا کہ مین نے ایسا کسی کو نہین پایا جو عدنان
کی بعد جانتا ہو ۔ حافظ یعمری و ابن حجر عسقلانی و قسطلانی
وغیرہ کا قول صریح یہ ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیل
اور حضرت ابراہیم سے حضرت آدم تک اختلاف ہے
پہر عدنان سے حضرت آدم تک نسب بیان کرنے
کی کراہت مین اختلاف کیا ہے ابن اسحاق و ابن
جریر وغیرہ اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور اسی پر بخاری
اور اور علما ہین اور بعض علما اسکے مکروہ ہونے کی طرف
گئے ہین اونہین مین مالک بہی ہین چنانچہ اون سے
جب یہ پوچہا گیا کہ ایک شخص اپنا نسب حضرت

[1] کیا تمکو خبر نہین اون لوگونکی جو تمسے پہلے تہے قوم نوح و عاد اور ثمود اور وہ لوگ جو انکے بعد تہے اونکی گنتی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

نسبه الى آدم فكره ذالك وقال من يخبر لابه
وقد وردت آثار تفيد منع رفع النسب من
عدنان الى آدم منها ما ورد عنه صلعم انه
قال لا تجاوزوا عن معد ابن عدنان قال
ابو الفدى وسبب الاختلاف فيما بين عدنان
و آدم ان قدماء العرب لم يكونوا اصحاب
كتب يرجعون اليها وانما كانوا يرفعون الى
حفظ بعضهم من حفظ البعض وقال ابن خلدون
ولعل الخلاف انما جاء من قبل اللغة لان
الاسماء ترجمت من العبرانية انتهى وقال
ابن الجوزى ان اليهود اختلفوا اختلافاً
متفاوتاً فيما بين آدم والنوح وفيما بين الانبياء
من السنين وهذا هو سبب الاختلاف وقال
ابن خلدون ان الآباء بينه و بين اسمٰعيل
غير معروفة وتنقلب فى غالب الامر مختلطة
مختلفة بالقلة والكثرة فى العدد فاما نسبته
اليه فصحيحة فى الغالب انتهى وفى سبائك
الذهب لابى الفوز محمد بن امين السويدى
البغدادى وقد انتسب صلعم الى عدنان

آدم تک بیان کرتا ہے تو اونکو برا معلوم ہوا کہتے لگے
کہ اوسکو اسکی خبر کس نے دی اور بیشک ایسی حدیثین
وارد ہین جو عدنان سے حضرت آدم تک نسب
ملانے کو منع کرتی ہین اون ہین سے یہ حدیث ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ معد بن عدنان سے آگے نہ بڑہو
ابو الفدی نے کہا کہ اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ اگلے عرب لکہے پڑہے نہین ہوتے تہے بلکہ بعض
بعض سے سنکر یاد کر لیتے تہے ابن خلدون نے کہا
کہ شاید اختلاف لغوی ہو اس سبب سے کہ عبرانی زبان سے
نام ترجمہ کیے گئے ہین انتہی ابن جوزی نے کہا کہ
یہود نے حضرت آدم و نوح کے درمیان بڑا اختلاف
کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے سنون مین بہی
اور یہی سبب اختلاف ہے اور ابن خلدون نے کہا کہ
عدنان اور حضرت اسمٰعیل کے درمیان ہین جو واسطے ہین
وہ مشہور نہین اور اکثر اوقات گڑبڑ اور مختلف ہو کر
گہٹ بڑہ جاتے ہین لیکن حضرت اسمٰعیل کی طرف
اونکی نسبت غالباً صحیح ہے انتہی سبائک الذہب مولفہ
ابی الفوز محمد بن امین سویدی بغدادی مین ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے عدنان تک انتساب کیا ہے

هذا كما روى ذلك البيهقي وابن عساكر عن
انس وهو المتفق عليه بين النسابين واما
النسب من عدنان الى ادم فقد وقع الاختلاف
فيه قال الحافظ شرف الدين الدمياطي
من بعد ان ساق هذا النسب هكذا ساقه
ابو علي محمد بن اسعد ابن علي النسابه
وقال هذه اصح الطرق واحسنها واوضحها
وهي روايت شيوخنا في النسب انتهى
فالذي ينبغي لنا الاعراض عما فوق عدنان
لما فيه من التخليط والتغيير للالفاظ مع
قلة الفائدة كما في المواهب اللدنية وقال
بعض المحدثين بل فيه احتمال الغلط
في نسبه الى غير ابيه فيقع في الكذب كما
يفهم من الحديث بل يجر الى الشتم لان
نسبة المرء الى غير ابيه شتم وتغيير له بل يلزم
منه القذف والله اعلم اقول المراد من
نفي علمهم نفي العلم التفصيلي باسمائهم
وهو لا ينافي علمها اجمالا وعلم احكامهم فانا
نعلم ان اباء النبي صلعم الى ادم كلهم مسلمون

جیساکہ بیہقی و ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت
کی اور یہ نسابین مین متفق علیہ ہے لیکن عدنان سے
حضرت آدم تک نسب مین البتہ اختلاف ہے حافظ
شرف الدین دمیاطی نے بعد بیان نسب کے کہاکہ
اسی طرح سے اسے ابو علی محمد بن اسعد ابن علی نسابہ نے
بیان کرکے کہاکہ یہ سب سے زیادہ صحیح و بہتر ہے اور
نسب مین ہمارے شیوخ کی یہی روایت ہے انتہی۔
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم عدنان سے آگے نہ بڑہین کیونکہ
اوسمین باوجود کمی فائدہ الفاظ بدلے اور ملے ہوئے ہین
جیساکہ مواہب لدنیہ مین ہے اور بعض محدثین نے کہا
کہ اسمین غلطی کا احتمال ہے کہ غیر باپ کی طرف منسوب
کرکے جھوٹ مین پڑجاے جیساکہ حدیث سے معلوم
ہوتا ہے بلکہ منجر بشتم ہوجاتا ہے کیونکہ مرد کو اوسکے باپ کے
علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شتم و تغییر ہے اور اس سے
حد قذف لازم آتی ہے واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ مراد
اونکی نفی علم سے اونکے اسماکے علم تفصیلی کی نفی ہے جو
اوسکے علم اجمالی اور اونکے علم احکام کی منافی نہین
کیونکہ ہم جانتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے آبا و اجداد
حضرت آدم تک سب مسلمان تھے جیساکہ بیان

كما يأتي وان لم نعلم اسمائهم وهذه السلسلة
الشريفة العالية ذات العزة والكرامة والشرف
والجلالة والنبوة والرسالة خيرة خلق الله
وصفوة عباد الله طهرهم وزكاهم ونزههم وذلك
لسيد الاولين والآخرين صلى الله عليه
وزاده شرفاً لديه ۔

الفصل الاول ۔ قوله تعالى وقضى[1]

ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا
اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا
تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل
رب ارحمهما كما ربياني صغيرا في الدر المنثور
اخرج ابن جرير وابن المنذر من طريق علي
ابن ابي طلحة عن ابن عباس في قوله
وقضى ربك قال امر واخرج ابن المنذر
عن مجاهد في قوله تعالى وقضى ربك ان
لا تعبدوا الا اياه قال عهد ربك ان لا تعبدوا

ہوگا اگرچہ ہمکو اون سب کے نام نہ معلوم ہون۔
اور یہ سلسلۂ شریفہ عالیہ معزز و مکرم و صاحب شرف
و جلالت و نبوت و رسالت ہے تمام مخلوق سے
بہتر اور بندگان حق مین سبکا خلاصہ ہے اللہ تعالی نے اونکو
سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برگزیدہ
و مقدس کیا اور آپ ہی کی وجہ سے اونکی زیادہ بزرگی کی

فصل اول ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

وقضى ربك الخ در منثور مین ہے کہ ابن جریر
و ابن منذر طریق علی ابن ابی طلحہ سے اونہون
نے حضرت ابن عباس سے وقضى ربك
کے متعلق یہ روایت کی کہ اس کے معنی آمر
کے ہین اور ابن منذر نے مجاہد سے اسی
آیت کے متعلق یہ روایت کی کہ اونہون نے
کہا کہ تیرے پروردگار نے اس کا عہد لیا کہ
بجز اوس کے اور کسی کی عبادت نہ کراؤ
ابن ابی حاتم نے حسن سے وبالوالدين احسانا
مین روایت کی کہ احسان یعنی نیکی سے ہے مین کہتا ہون

[1] اور حکم دیا تیرے پروردگار نے کہ بجز اوس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائین ایک یا دونون تو اونہہ نہ کرو اور نہ اون کو جھڑکو اور اون سے ادب سے بات کرو اور اون کے سامنے اپنا سر عاجزی سے جھکا دو اور کہو اے پروردگار ان دونون پر رحم کر جس طرح انہون نے بچپن مین مجکو پالا ۱۲

الا اياه واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن فی
قوله وبالوالدين احسانًا لقول برًّا - اقول
هذه الاية ظاهرة مفسرة منصوصة فی
اسلام والدی رسول الله الی آدم اما قولی
ظاهرة فلان الظاهر ما ظهر المراد منه بنفس
الصيغة كذا فی الحسامی وهو تعالٰی امره صلعم
حقيقة بالاحسان الی الوالدين وبالدعاء لهما
وهو ظاهر لفظ الاية بلا خفاء فان قيل
قد اختلف فی اسلام والدی صلعم اهل اما
قيل ان بعض الايات والاحاديث تقتضی
عدم اسلامهما فكيف تنفی الظاهر على حقيقته
اقول من قال بكفرهما فلا يعبأ لقوله لان
عبارة هذه الاية تدل بنفسها على اسلامهما
فمن قال ذلك بمجرد الاحتمال فلا يسمع حتی
يورد الدليل كما هو قاعدة الاصول من ان
الظاهر توجب الحكم قطعًا والدلائل التی
ذكروها مجروحة مردودة منها اية ولا
تسئل عن اصحاب الجحيم قالوا انها نزلت
فی والده صلعم ففی الدر المنثور اخرج وكيع وسفيان

کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے والدین اور حضرت آدم
تک کے اسلام کے لیے مفسر و منصوص ہے -
لیکن میرا قول ظاہرۃ اسلیے ہے کہ ظاہر وہ ہے
جس سے بنفس صیغہ مراد ظاہر ہو جیسا کہ حسامی میں ہے
اور اللہ تعالٰی نے آنحضرت صلعم کو والدین کے ساتھ احسان
اور اونکے لیے دعا سے رحمت کرنیکا حقیقتًا حکم دیا اور
یہ لفظ آیت سے صاف ظاہر ہے اگر یہ کہا جاوے کہ
آنحضرت صلعم کے والدین کے اسلام میں بعض آیات
واحادیث کو جو اونکی عدم اسلام کی مقتضی ہیں لیکر اختلاف
کیا گیا ہے پھر ظاہر لفظ اپنی حقیقی معنی پر کیسی دلالت کریگا تو
مین کہتا ہون کہ اونکے قائل کفر کا قول نہ مانا جائیگا کیونکہ
اس آیت کی عبارت بذاتہا اونکے اسلام پر دلالت
کرتی ہے لہذا جو کوئی مجرد احتمال یہ کہے گا تو اوسکا
قول حسب قاعدہ اصولی تاوقتیکہ وہ کوئی دلیل
نہ لاے نہ سُنا جائیگا کیونکہ ظاہر حکم کو قطعًا واجب کرتا ہے
اور جو دلائل اونہون نے بیان کیے ہین وہ مجروح
و مردود ہین - اونہین دلائل میں سے آیت ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم ہے کہتے ہین کہ
یہ والد آنحضرت صلعم کے حق مین اوتری در منثور مین ہے کہ وکیع و سفیان

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن
جریر وابن منذر عن محمد بن کعب القرظی قال
قال رسول الله صلعم لیت شعری ما فعل
ابوای فنزل انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحیم فما ذکرهما حتی توفاه
الله قلت هذا مرسل ضعیف الاسناد انتهی
واخرج ابن جریر عن داؤد عن ابن ابی عاصم
ان النبی صلعم قال ذات یوم این ابوای فنزلت
قلت والآخر معضل الاسناد ضعیف لا یقوم به
ولا بالذی قبله حجة انتهی ما فی الدرر
ومنها آیة ما کان للنبی والذین آمنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی القربی من بعد
ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم نزلت فی والدیه
ففی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم والحاکم وابن
مردویه والبیهقی فی الدلائل عن ابن مسعود
قال خرج رسول الله صلعم یوما الی المقابر فاتبعنا
فجاء حتی جلس الی قبر منها فناجاه طویلاً
ثم بکی فبکینا لبکائه ثم قام فقام الیه عمر فدعا

ابن عیینہ وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن جریر
وابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہ معلوم میرے ماں باپ کے
ساتھ کیا ہوا اوسوقت آیت انا ارسلناک بالحق الخ
اوتری پھر آپنے اونکو مدۃ العمر یاد نہ فرمایا۔ مین کہتا ہون
یہ حدیث مرسل ضعیف الاسناد ہے اور ابن جریر نے
داؤد سے اونہون نے ابن ابی عاصم سے روایت کی
کہ نبی صلعم نے ایک روز فرمایا کہ میرے ماں باپ کہان ہین
تب یہ آیت اوتری میرے نزدیک دوسری حدیث معضل الاسناد
ضعیف ہی اس سے یا اس سے قبل والی حدیث سے
کوئی حجت قائم نہین ہوسکتی انتہی ما فی الدرر۔ اور
اونہین دلائل مین سے یہ آیت ہے کہ ما کان للنبی الخ
آپکے والدین کے حق مین اوتری درمنثور مین ہی کہ ابن
ابی حاتم وحاکم وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل مین ابن مسعود سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم ایک روز قبرستان کی طرف تشریف
لیگئے ہم بھی آپکے پیچھے گئے آپ جا کر ایک قبر کے قریب بیٹھ گئے
اور دیر تک مناجات کی پھر روئے ہم بھی روئے پھر آپ کھڑے
ہوئے اور حضرت عمر کھڑے ہوکے آپکے قریب گئے آپ نے انکو

سلہ نبی اور مسلمانونکو یہ اختیار نہین ہی کہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہین بعد اسکے کہ اونہین ظاہر ہوچکا کہ وہ دوزخی ہین اور اگرچہ وہ انکے قریب ارحام ہون

ثم دعانا فقال ما ابكاكم قلنا بكينا لبكائك قال
ان القبر الذي جلست عنده قبر امي آمنة
واني استاذنت ربي في زيارتها فاذن لي واني
استاذنت ربي في الاستغفار لها فلم ياذن لي
وانزل علي ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا
للمشركين ولو كانوا اولي قربى فاخذني ما ياخذ
الولد للوالدة من الرقة فذلك الذي ابكاني
ومنها ما اخرج ابن مردويه عن بريدة قال كنت
مع النبي صلعم اذ وقف على عسفان فنظر يمينا
وشمالا فابصر قبر امه آمنة ورد الماء فتوضأ
ثم صلى ركعتين ودعا فلم يفجأنا الا وقد علا بكاؤه
فعلا بكاءنا لبكائه ثم انصرف الينا فقال ما الذي
ابكاكم قالوا بكيت فبكينا يا رسول الله قال وما
ظننتم قالوا ظننا ان العذاب نازل علينا بما
نعمل قال لم يكن من ذلك شيء قالوا فظننا ان
امتك كلفت من الاعمال ما لا يطيقون فرحمتها
قال لم يكن من ذلك شيء ولكن مررت بقبر امي
آمنة فصليت ركعتين فاستاذنت ربي ان
استغفر لها فزجرت زجرا فعلا بكائي ثم دعا براحلته

پھر ہم سبکو بلا کر پوچھا کہ تم کیوں روتے بیٹھے کہا کہ ہم آپکو روتا
دیکھکر روتے تھے آپنے فرمایا کہ میں جس قبر کے پاس بیٹھا تھا وہ میری ماں
آمنہ کی قبر تھی میں نے پروردگار سے اوسکی زیارت کی اجازت
مانگی تو مجھکو اجازت ملی پھر جب انکے استغفار کی اجازت
مانگی تو نہ ملی اور آیت اوتری کہ ماکان للنبی الخ لہذا
ماں کی تکلیف سے جیسا بچے اولاد کو ہوتا ہے مجھکو بھی ہوا
اسی لیے میں رو دیا - اور ابو نعیم نے دلائل میں
نکالی ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کی کہ میں عسفان میں آنحضرت صلعم
کے ساتھ تھا آپنے وہاں ٹھہر کر داہنے بائیں دیکھا تو آپکو اپنی والدہ
آمنہ کی قبر دکھائی دی آپنے پانی منگاکر وضو کیا پھر دو رکعت
پڑھکر دعا مانگی تو ہم اوسوقت چونکے جب آپکے رونیکی آواز بلند ہوئی
تب ہم بھی زور سے روئے آپنے ہم سے پوچھا کہ تم کیوں روئے تمنے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ روتے تھے ہم بھی روئے آپنے فرمایا کہ تم کیا سمجھے
عرض کیا کہ سمجھے کہ عذاب آلہی ہمپر بوجہ ہمارے اعمال کے نازل ہوئے
آپنے فرمایا کہ یہ بات نہیں تھی سب نے کہا کہ پھر شاید آپکی امت کو
اعمال خارج از طاقت کی تکلیف دیگئی ہے جسپر آپکو رحم آیا ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بھی نہیں بلکہ میں اپنی والدہ آمنہ کی قبر کو
گذرا اور دو رکعت نماز پڑھکر خدا سے اونکے لیے اجازت استغفار
چاہی تو جھڑکا گیا اسلیے وہ میری آواز بلند ہوگئی پھر سوار ہوئے

فركبها فاسار الاهنية حتى قامت الناقة لثقل
الوحي فانزل الله ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين الايتين . منها ما اخرج ابن
المنذر والطبراني والحاكم وصححه وتعقبه الذهبي
عن ابن مسعود قال جاء ابنا مليكة وهما من
الانصار فقالا يا رسول الله ان امنا كانت تحفظ
على البعل وتكرم الضيف وقد ماتت في الجاهلية
فاين امنا قال امكما في النار فقاما وقد شق
ذلك عليهما فدعاهما رسول الله صلعم فرجعا
فقال الا ان امي مع امكما فقال منافق من الناس
وما يغني هذا عن امه الا ما يغني ابنا مليكة
عن امهما ونحن نطاء عقبيه فقال شاب من
الانصار منهم يا رسول الله واين ابواك فقال
رسول الله صلعم ما سالتهما ربي فيعطيني منهما
وفي لفظ فيطمعني فيهما واني لقائم يومئذ المقام
المحمود الحديث انتهى ما في الدر . ومنها
ما روى مسلم من طريق حماد بن سلمة عن ثابت
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله صلعم اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه فقال ان ابي واباك

منگا کر سوار ہوئی اور آہستہ چلی یہانتک کہ ناقہ وحی کی گرانی
سے ٹہر گیا تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی الخ - اور
اونہیں دلائل میں سے یہ حدیث ہے جو ابن منذر و طبرانی
و حاکم نے صحیح سمجھکر روایت کی اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا
حضرت ابن مسعود سے اونہوں نے کہا کہ ملیکہ کے بیٹے جو انصاری
تھے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہماری ماں شوہر کی حفاظت
اور مہمان کی مہمانداری کرتی تھی اور وہ جاہلیت میں مر گئی
تو اب وہ کہاں ہے آپنے فرمایا کہ دوزخ میں وہ اوٹھہ کھڑے ہوئے
اور اونکو یہ ناگوار ہوا پہر اونکو رسول اللہ صلعم نے بلایا وہ آئے تو
فرمایا کہ میری ماں بھی تمہاری ماں کے ساتھ ہے تب ایک
منافق نے کہا کہ کیا یہ بھی (آنحضرت صلعم) اونسی قدر اپنی
والدہ کے کام آئے جتنا ملیکہ کے بیٹے اپنی ماں کے اور ہم ان کے
(آنحضرت صلعم کی) پیچھے ہیں پہر ایک جوان انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ
اور آپکے والدین کہاں ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اونکو بھی کچھ خدا سے
مانگونگا وہ مجکو دیگا (اور ایک روایت میں لفظ فیطمعنی ہے)
اور میں بیشک اوس روز مقام محمود میں کھڑا ہونگا انتہی ما فی الدر
اور اونہیں دلائل سے یہ حدیث ہے جو مسلم نے طریق حماد بن سلمہ سے
اور اونہوں نے ثابت اونہوں نے انس سے روایت کی کہ ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا

فی النار۔ قلت اما قولہم ان آیۃ ولا تسئل الخ نزلت
فی والدیہ فمردود بابطال الاحتجاج بالحدیثین
الواردین فی ذلک کما قال السیوطی فی الدرج
فی الحدیث الاول منہما قلت ہذا مرسل ضعیف
الاسناد وقال فی الثانی منہما قلت والآخر معضل
الاسناد ضعیف لا تقوم بہ ولا بالذی قبلہ حجۃ
انتہی کلامہ وقال ہو ایضاً فی حاشیتہ علی البیضاوی
عند تفسیر ہذہ الآیۃ قولہ یعنی البیضاوی نہی
رسول اللہ صلعم عن حال ابویہ قال الشیخ ولی الدین
العراقی لم اقف علیہ فی حدیث۔ اقول ونعما
قیل فانہ لم یرد فی ذلک الا اثر معضل ضعیف
الاسناد فلا یعول علیہ والذی یقطع بہ ان الآیۃ
فی کفار اہل الکتاب کالآیات السابقۃ علیہا
والتالیۃ لہا وقد رد ذلک بابلغ تقریر فی مسالک
الحنفاء فی والدی المصطفیٰ وقال الشیخ الشبراملسی
فی حاشیۃ المواہب فی بحث ایمان ابویہ صلعم
عند ذکر حدیث لیت شعری ثم رایت فی مسالک
الحنفاء للجلال الدین السیوطی ان حدیث
لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الآیۃ لم یخرج

تو پھر اسکو بلا کر فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں مگر میرے
نزدیک انکا قول کہ آیۃ ولا تسئل الخ والدین آنحضرت کے حق
میں اوتری ہے مردود ہے اسلیے کہ دونوں حدیثیں جنسے حجت لائی گئی ہیں
باطل ہیں جیساکہ سیوطی نے درج منیف میں حدیث اول کہا کہ
میرے نزدیک یہ مرسل ضعیف الاسناد ہے اور دوسری کے متعلق کہا
کہ یہ معضل الاسناد ضعیف ہے اس سے یا اس سے پہلی والی حدیث سے
کوئی حجت نہیں قائم ہو سکتی کلام سیوطی تمام ہوا اونہیں نے اپنے
حاشیہ بیضاوی میں اس آیۃ کی تفسیر میں کہا کہ بیضاوی کا
یہ قول کہ آنحضرت صلعم اپنے والدین کے حال سے روکے گئے تو شیخ ولی الدین
عراقی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کونسی حدیث ہے میں کہتا ہوں
کہ کیا خوب کہا ہے کیونکہ اسکے متعلق کوئی حدیث بجز حدیث معضل
ضعیف الاسناد کے مروی نہیں تو اسکا اعتبار نہیں اور جس سے
یقینی قطع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیۃ آیات سابقہ و بعد والی آیات
کی طرح کفار اہل کتاب کے حق میں ہے اور اسکے متعلق نہایت بلیغ
تقریر مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ میں کی گئی ہے اور شیخ
شبراملسی نے حاشیۂ مواہب میں بحث ایمان والدین آنحضرت صلعم میں
حدیث لیت شعری کو ذکر میں کہا ہے کہ پھر میں نے مسالک
الحنفاء مصنفہ جلال الدین سیوطی میں دیکھا کہ حدیث لیت
شعری الخ کسی معتمد حدیث کی کتاب میں نہیں نکلی

فی شیٔ من کتب الحدیث المعتمدة وانما ذکره فی
بعض التفاسیر بسند منقطع لا یحتج به ولا یعول
علیه ثم ان هذا مردود بوجوه اخر من جملة الاصول
والبلاغة واسرار البیان انتهی ما ذکر فی الحاشیة
وفی رسالة عبد الحلیم ابن حاتم بن عمر بن اسحاق
بن فرید بن رکن الدین ابن مبارك فی بیان
اسلام ابوی النبی صلعم قال وحدیث یا لیت
شعری لم یخرج فی شیٔ من کتب الحدیث مع انه
معارض لما اخرجه ابن الجوزی من حدیث
علی مرفوعا هبط جبرئیل الی فقال ان الله یقرئ
السلام ویقول انی حرمت النار علی صلب انزلک
والبطن حملک وحجر کفلك انتهی واما قولهم ان آیة
ما کان للنبی الخ نزلت فی حق ابویه فمردود بانها
نزلت فی حق المشرکین وسبب نزولها ان النبی صلعم
کان یستغفر لعمه ابی طالب وان بعض الصحابة
کان یستغفر لوالدیه وهما مشرکان اخرج البخاری
ومسلم واحمد بن ابی شیبة والنسای وابن
جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
وابن مردویه والبیهقی فی الدلائل عن سعید

بلکہ اسکو بعض تفسیرون مین بسند منقطع ذکر کیا ہی جس سے نہ کوئی
حجت لائی جا سکتی اور نہ اوسپر خیال ہو سکتا ہی علاوہ برین
یہ کہی وجہون سے منجملہ اصول و بلاغت و اسرار بیان مردود
ہی مضمون مذکورہ حاشیہ ختم ہوا رسالہ عبد الحلیم بن حاتم
بن عمر بن اسحاق بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک مین
جو بیان اسلام والدین آنحضرت صلعم مین ہی لکھا ہی کہ حدیث
یا لیت شعری کسی حدیث کی کتاب مین نہین نکلی
علاوہ برین اوس حدیث کی معارض ہی جو ابن جوزی نے
حدیث علی سے مرفوعا روایت کی کہ جبرئیل مجھپر اوترے اور
کہا کہ اللہ نے آپکے لیے بعد سلام یہ کہا ہی کہ مین نے دوزخ حرام
کی اوس پشت پر جسنے تجکو اوتارا اور اوس شکم پر جسنے تجکو اوٹھایا
اور اوس گود پر جسنے پرورش کی انتہی لیکن اونکا یہ قول کہ آیت
ما کان للنبی الخ والدین آنحضرت صلعم کی بابت مین اوتری
تو یہ مردود ہی کیونکہ یہ آیت مشرکین کے حق مین اوتری
جسکا شان نزول یہ ہی کہ جیسے آنحضرت صلعم اپنے چچا ابی طالب
کیلیے استغفار کرتے تہے ویسے بعض صحابہ بہی اپنے مشرک والدین
کیلیے استغفار کرتے تہے بخاری و مسلم و احمد و ابن ابی شیبہ
و نسای و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم
و ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین سعید

بن المسیب عن ابیه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة دخل النبی عنده الی ان قال لاستغفرن
لک ما لم انه عنک فنزلت ما کان للنبی وروی
ذلک عن علی وعمر ابن دینار ومحمد ابن کعب
القرظی وسعید بن مسیب والقتادة والحسن
واخرج الطیالسی وابن ابی شیبة واحمد والترمذی
والنسای وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن
ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححه ابن مردویه
والبیهقی فی شعب الایمان والضیاء فی المختارة
عن علی قال سمعت رجلا یستغفر لابویه وهما
مشرکان فقلت تستغفر لابویک وهما مشرکان
قال اولم یستغفر ابراهیم لابیه فذکرت ذلک
للنبی صلعم فنزلت ما کان للنبی وروی عن ابن
عباس من طریق علی ابن ابی طلحة انهم کانوا
یستغفرون لهم حتی نزلت ونحوه عن محمد بن کعب
فهذه صریحة فی ان الآیة نزلت فی حق عمه
ابی طالب وحق غیر والدیه واما ما روی عن ابن
عباس من طریق عطیة العوفی وعکرمة انها
نزلت فی ابیه فقال السیوطی اولا بانه ضعیف

بن المسیب سے اونھون نے اپنے باپ سے روایت کی کہ
وقت وفات ابو طالب آنحضرت صلعم اونکی پاس گئے یہانتک
کہ آپنے فرمایا کہ مین تمہارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جبتک کہ مجھکو
نہ جاؤن تب آیة اوتری کہ ما کان للنبی اور یہی علی
وعمرو ابن دینار و محمد بن کعب قرظی و سعید بن المسیب و قتادہ
و حسن سے یہ روایت کی گئی اور طیالسی و ابن ابی شیبہ و احمد
و ترمذی و نسای و ابو یعلی و ابن جریر و ابن منذر و ابن
ابی حاتم و ابو الشیخ و حاکم نے روایت کی جسکی تصحیح ابن مردویہ
نے کی اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور ضیاء نے مختارہ مین
حضرت علی سے کہ مین نے ایک مرد کو اپنے مشرک والدین کے حق مین
استغفار کرتے سنا تو کہا کہ کیا تم اپنے مشرک مان باپ کے لیے
استغفار کرتے ہو تو اوسنے کہا کہ کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ
کے لیے استغفار نہین کیا مین نے یہ بات آنحضرت صلعم سے ذکر کی تو
یہ آیة اوتری کہ ما کان للنبی اور حضرت ابن عباس
سے بروایت علی ابن ابی طلحہ مروی ہے کہ وہ لوگ اپنے آبا و اجداد
کے لیے استغفار کرتے تھے تب آیة اوتری اور ایسا ہی محمد بن کعب سے
مروی ہے پس یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ یہ آیة آنحضرت کے چچا
ابی طالب وغیرہ کے حق مین نازل ہوئی لیکن جو ابن عباس سے
بطریق عطیہ عوفی و عکرمہ مروی ہے کہ یہ آیة آپکے والد [illegible]

ومعلول لان عطية ضعيف وهو مخالف لرواية
علي ابن ابي طلحة المتقدم وعلي ثقة جليل و
رد الثاني بان سنده ضعيف لا يعول عليه
وكذا الثالث يرد بان الاحاديث المتقدمة مصرحة
بانها نزلت في حق ابي طالب وغيره من المشركين
واما حديث بريدة الذي اخرجه ابن مردويه
وفيه انه عليه السلام مر على قبر امه ثم
استاذن ان يستغفر لها فبكى الخ فانزل الله
ما كان للنبي فظاهره ان سبب نزول الاية
قصة امه وهذا مردود لما تقدم ان الاحاديث
الكثيرة المشتهرة مصرحة بان سبب نزولها قصة
عمه ابي طالب وما كانوا يستغفرون لابائهم
المشركين سوى اباء النبي واما الاستيذان في الاستغفار
والنهي عنه فعلى تقدير ثبوته فهو لا ينافي ثبوت
اسلامهما بل يمكن الجمع بينه وبين ما تقدم بان
استغفاره لهما ما كان لاجل الشرك بل استغفارا
مخصوصا كاستغفاره ان لا يكون عليهما عذاب
بالكلية فنهي عن ذلك لاحتمال استحقاقهما
عذاب تطهير كما يشير اليه ما في اية وابن

اوتری تو سیوطی نے کہا کہ اولاً تو یہ ضعیف معلول ہے کیونکہ عطیہ
ضعیف ہے نیز یہ روایت علی ابن ابی طلحہ کی مخالف ہے جو پہلے گذری
اور علی ثقہ جلیل ہیں اور دوسری کو اسطرح رد کیا کہ اسکی سند
ضعیف ہے جسپر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ایسا ہی تیسری رد کی جائیگی
کہ پہلی حدیثیں اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ یہ آیۃ ابی طالب
و دیگر مشرکین کے حق میں اوتری لیکن بریدہ کی وہ حدیث جسکو
ابن مردویہ نے روایت کیا جسمیں یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی والدہ
کی قبر پر گئے پھر اونکے لیے استغفار کی اجازت مانگی اور روئے تب
اللہ نے آیۃ ما کان للنبی اوتاری پس ظاہر حدیث سے یہ ہے
کہ اس آیۃ کا سبب نزول آپکی والدہ کا قصہ ہے اور یہ روایت مردود
ہے جیسا کہ گذرا کہ احادیث کثیرہ مشہورہ سے مروی ہے کہ اوسکا
سبب نزول آپکے چچا ابی طالب اور اون لوگوں کا قصہ ہے جو اپنے
آبا مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے بجز آبا نبی صلعم کے لیکن
استغفار کی اجازت مانگنا اور اوس سے منع کیا جانا اگر لیا ہو
تو بھی اونکے ثبوت اسلام کو منافی نہیں بلکہ جمع بین الروایتین
یوں ممکن ہے کہ اونکے لیے آنحضرت صلعم کا استغفار بسبب شرک کے نہیں تھا
بلکہ اسلیے کہ اونپر بالکل عذاب نہ ہو مخصوص استغفار تھا
لہذا اس سے بوجہ احتمال استحقاق بعض عذاب تطہیر
روکے گئے جس کی طرف آیت ویطہرکم

اهل بيته وليطهركم تطهيرا الا انها اقرب من
اهل بيته وهذا العذاب لا ينافي الاسلام كهذا
لبعض عصاة المومنين فلما نهى عنه فلذلك علا
بكائه شفقة عليها من العذاب على ان في هذا
الحديث ان قبر امه صلعم بعسفان وهو على
مرحلتين من مكة ويخالفه حديث عايشة
ان قبرها بالحجون وهو بمكة ويخالفه ايضا رواية
ان قبرها بالابواء لما توفيت فيه وهو بين مكة والمدينة
والى المدينة اقرب واما ما فيه من عدم الاذن
وكذا في غيره من الاحاديث فيخالفه حديث عايشة
الذي رواه الطبراني بسنده عنها انه عليه السلام
نزل الحجون كئيبا حزينا فاقام به ماشاء الله عز وجل
ثم رجع مسرورا قال سالت ربي عز وجل فاحيا
لي امي فامنت بي وايضا رواه الخطيب عن
عايشة مرفوعا ورواه ابن شاهين عنها حديث
بقبر امي فسالت الله ان يحييها فاحياها الله
فامنت بي وردها الله قال ابن ناصر هو موضوع
وفي اسناده محمد بن زياد النقاش ليس بثقة
واحمد بن يحيى الحضرمي ومحمد بن يحيى الزهري

تطهیرا جو اہل بیت کے حق میں نازل ہوئی اشارہ
کرتی ہے اس طرح کہ وہ آپکے اہل بیت سے اقرب تھیں اور یہ عذاب
منافی اسلام نہیں جیسے بعض گنہگار مومنین کا عذاب
پس اس ممانعت ہی کے سبب انکے حال پر شفقت کرکے رونے میں آپکی
آواز بلند ہو گئی علاوہ اسکے اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت
کی والدہ کی قبر عسفان میں ہے جو مکہ سے دو کوس ہے آپکی مخالف
حضرت عایشہ کی یہ حدیث ہوتی ہے کہ انکی قبر حجون میں
جو کہ مکہ میں ہے اور اسکی مخالف یہ روایت بھی ہے کہ انکی قبر
ابوا میں ہے جہاں انھنے وفات پائی اور وہ مابین مکہ معظمہ و مدینہ
منورہ ہے بلکہ مدینہ سے قریب ہے لیکن اس حدیث میں جو عدم
اجازت مذکور ہے اور حدیثوں میں بھی تو اسکی مخالف حضرت
عایشہ کی یہ حدیث ہے جو طبرانی نے اپنی سند سے انسے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم حجون میں ملول و غمگین اترے اور دیر تک ٹھہرے
پھر خوش خوش پلٹے اور فرمایا کہ میں نے خدا سے سوال کیا اوسنے
میری والدہ کو میرے لیے زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لائیں خطیب نے
مرفوعا حضرت عایشہ سے اور ابن شاہین نے بھی انسے روایت کی
کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور خدا سے انکو زندہ کر دینے کا سوال کیا
اوسنے انکو زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لاکر قبر میں پس گئیں ابن ناصر نے
کہا کہ یہ موضوع ہے اور اسکی اسناد میں محمد بن زیاد نقاش ہے

مجہولان قلت وقال ابن حجر فی اللسان اما
محمد بن یحیی فلیس بمجہول بل معروف
وقال فی المیزان فی ترجمۃ احمد بن یحیی
الحضرمی یروی عن حرملۃ التجیبی ولینہ
ابن یونس واما النقاش فقال الذہبی
صار شیخ المقریین فی عصرہ علی ضعف فیہ
وقد اطال فی اللآلی الکلام علی ہذا الحدیث
وقال الصواب بالضعف لا بالوضع وقد
افردت فی ذلک جزءًا انتہی والحدیث رواہ
ابو حفص ابن شاہین فی کتاب الناسخ
والمنسوخ لہ بلفظ قالت عائشۃ حج بنا
رسول اللہ حجۃ الوداع فمر بی علی عقبۃ
الحجون الی ان قالت ثم عاد وہو فرح متبسم
فقال ذہبت لقبر امی فسألت ربی ان
یحییہا فاحیاہا فآمنت بی وصحح الحدیث
جماعۃ ولکن یمکن الجمع بین حدیث عائشۃ
واحادیث عدم الاذن بانہ منع اولا ثم احییت
بعد ذلک وآمنت بہ فیکون حدیث عائشۃ
ناسخۃ لما یخالفہ من الاحادیث کما ذکرہ السیوطی

جو ثقہ نہین اور احمد بن یحیی حضرمی و محمد بن یحیی زہری یہ دونون
مجہول ہین مین نے کہا کہ ابن حجر نے لسان المیزان مین
لکھا ہے کہ محمد بن یحیی مجہول نہین بلکہ معروف ہے اور میزان مین
احمد بن یحیی حضرمی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ حرملہ تجیبی سے
روایت کی اور اوسکو ابن یونس نے اعانت دی لیکن نقاش
تو ذہبی نے کہا کہ باوجود ضعف روایت کے وہ اپنے زمانہ مین
شیخ المقربین تھے اور لآلی مین اس حدیث پر بہت بحث کی ہے
اور کہا کہ بہتر قائل ضعف ہونا ہے نہ قائل وضع ہونا اور
مین نے اس بارہ مین ایک جزو تالیف کیا ہے نیز ابو حفص
ابن شاہین نے کتاب ناسخ و منسوخ لہ مین بلفظ روایت کی
کہ حضرت عایشہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع کیا اور عقبہ حجون پر گذرے یہانتک کہ حضرت عایشہ نے
فرمایا کہ پہر آپ خوش خوش ہنستے لوٹے اور فرمایا کہ اپنی والدہ کی
قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کر دینے کا سوال کیا اوسنے زندہ
کر دیا وہ مجہپر ایمان لائین اور ایک گروہ نے حدیث کی تصحیح کی
لیکن حضرت عایشہ کی حدیث اور دوسری حدیثون مین جو
دربارہ عدم اذن ہین جمع یون ممکن ہے کہ آنحضرت پہلی منع کیے گئے پہر
اونکی والدہ زندہ کی گئین اور وہ ایمان لائین تو حدیث حضرت
عایشہ اپنی مخالف حدیثون کی ناسخ ہوگی جیسا کہ سیوطی نے

في الرسالتين بقوله وقد جعل هؤلاء الائمة اي الذين
صححوا حديث عايشة هذا الحديث ناسخا للاحاديث
الواردة بما يخالف ذلك ونصوا على انه متاخر عنها
فلا تعارض بينه وبينها فقول هؤلاء الائمة معتبر
وقول النافين لا يسمع لان المثبت مقدم على
النافي واما ما روى مسلم عن انس من حديث ان ابي
واباك في النار ففي حاشية المواهب ان عبارة الشامي
في نسبته صلعم نفيها وروى مسلم من طريق حماد بن سلمة
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه فقال ان ابي
واباك في النار لم يتفق عليه الرواة وانما
ذكره حماد بن سلمة عن ثابت وقد خالفه
معمر عن ثابت فلم يذكر ان ابي واباك في النار
ولكن قال له اذا مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا اللفظ لا دلالة فيه على والديه صلعم
بامر البتة وهو اثبت من حيث الرواية فان
معمرا اثبت من حماد ثم قال وجدنا الحديث
ورد من حديث سعد ابن ابي وقاص
بمثل لفظ رواية معمر عن ثابت عن انس

سے اپنے دو رسالوں میں یہ قول ذکر کیا ہے کہ ان
ان ائمہ نے جنہوں نے حدیث عایشہ کو صحیح مانا
اس حدیث سے اسکی مخالف حدیثوں کو اس کے قبل
منسوخ کیا ہے کہ وہ ان سے متاخر ہے پس ان میں اور انمیں
تعارض نہیں تو ان ائمہ کا قول معتبر ہے اور نفی کرنیوالوں کا
قول غیر مسموع کیونکہ مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن مسلم نے
انس سے جو روایت کی کہ ابی واباک فی النار تو حاشیہ
مواہب میں ہے کہ شامی کی عبارت آنحضرت صلعم کی نسبت میں
اسکی خلاف ہے اور مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ انس سے روایت کیا
کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے
فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا تو پھر اوسکو بلایا اور فرمایا کہ
میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے یہ حدیث متفق علیہ نہیں اور
اسے حماد بن سلمہ نے ثابت سے ذکر کیا اور معمر نے ثابت سے اسکے
مخالف یوں ذکر کیا کہ فلم یذکر ان ابی واباک فی النار
لیکن اس سے یہ فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اسکو
دوزخ کی بشارت دے اور یہی الفاظ ہیں جنمیں آنحضرت صلعم کے والدین کی
کسی طرح کوئی دلالت نہیں اور یہ بحیثیت روایت اثبت ہے کیونکہ
معمر حماد سے اثبت ہیں پھر کہا کہ ہمنے ایک حدیث پائی جو سعد
ابن ابی وقاص سے مروی ہے وہ ویسی ہی ہے جیسی معمر نے ثابت سے اور انہوں نے

فروی البزار والطبرانی والبیهقی من طریق
ابراهیم ابن سعد عن الزهری عن عامر
ابن سعد عن ابیه ان اعرابیاً قال لرسول
الله صلعم این ابی قال فی النار قال فاین
ابوك قال حیث مررت بقبر کافر فبشره بالنار
وهذا الاسناد علی شرط الشیخین فتعین
الاعتماد علی هذا اللفظ وتقدیمه علی غیره
وقد زاد الطبرانی والبیهقی فی اخره قال
فاسلم الاعرابی بعد فقال لقد کلفنی رسول
الله تعبا ما مررت بقبر کافر الا بشرته بالنار
انتهی وقال الشیخ ابن حجر فی شرح الهمزیة
ما ملخصه وحدیث مسلم قال رجل
یا رسول الله این ابی قال فی النار فلما
قفا دعاه فقال ان ابی واباك فی النار
واظهر تاویل عندی انه اراد بابیه عمه
ابا طالب لما تقرر ان العرب تسمی العم ابا
وقرینة المجاز فیه الایة الاتیة الشاهدة
بخلافه علی اصح محاملها عند اهل السنة
وان عمه الذی کفله بعد جده عبد المطلب

انس سے روایت کی پس بزار وطبرانی وبیہقی نے طریق ابراہیم
بن سعد سے اونہون نے زہری اونہون نے عامر بن سعد اونہون
نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے
پوچھا کہ میرا باپ کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین کہا کہ اور آپکے والد
فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت
دے اور یہ اسناد بر شرط شیخین ہین تو اس لفظ پر اعتماد اور
اپنے غیر پر اسکے تقدیم متعین ہوئی اور طبرانی وبیہقی نے اسکے
آخر مین یہ زیادہ کیا پھر اعرابی اسلام لایا اور کہا کہ مجھکو
رسول اللہ نے تکلیف فرمایا کسی کافر کی قبر پر مین نہین گذرا
مگر اوسکو دوزخ کی بشارت دی انتہی۔ اور شیخ ابن حجر نے شرح
ہمزیہ مین کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اور مسلم کی حدیث ہے کہ ایک
مرد نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین
میرے نزدیک ظاہر اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے
ابیہ سے اپنے چچا ابوطالب کو مراد لیا اس لیے کہ
عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور اہل سنت کے نزدیک
قرینہ مجاز آیندہ آیت مین صحیح محل پر اسکے خلاف
شاہد ہے اور چچا وہ تھے جنہون نے عبد المطلب کے بعد
آپکو پرورش کیا یا یہ قبل آپ پر اس آیۃ وما کنا
معذبین نازل ہونے کے ہو جیسا کہ مروی ہے

اوكان ذلك قبل ان ينزل عليه وما كنا
معذبين كما وقع انه سئل عن اطفال المشركين
فقال هم مع ابائهم ثم سئل عنهم فذكرانهم
فى الجنة انتهى ويمكن انه اراد بهذه النار
بالنسبة الى ابيه نار التطهير التى هى لبعض
عصاة المومنين وانما اطلقها التسلية لذلك
الرجل لما راٰه غضبان فهو من باب التعريض
خشية ان يرتد ولا يلزم من ذلك الكفر واما
حديث امى مع امكما فهو ضعيف و تصحيح الحاكم
له رده فى الدرر بقوله وتعقبه الذهبى وايضًا
قال عبد الحليم فى رسالة فى اسلام اباء الكرام
واما حديث امى مع امكما فضعفه الدار قطنى
فبين الذهبى ضعفه وحلف عليه يمينًا
شرعيًا انتهى على ان ذكر المعية فى النار لا يلزم
منه الكفر بل يتعين حمله على نار التطهير كما
تقدم ذلك فى حديث ان ابى واباك وما
يرد ما ذكروه من الدلائل ايضًا ما تقرر فى القواعد
الاصولية والكلامية باتفاق الاشاعرة من
ان اهل الفترة ناجون وانهم فى الجنة ومرفوع

آپ سے مشرکون کے لڑکون کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ وہ اپنے باپون کے ساتھ ہین پھر پوچھا گیا تو فرمایا کہ
وہ جنت مین ہین اور ممکن ہے کہ اس آگ سے جسے اپنے
والد کی طرف منسوب کیا نار تطہیر مراد لی ہو جو بعض گنہگار
مومنین کے لیے ہے اور آپنے اوس شخص سے اوسے غضبناک
پاکر بطور تسلی کہا ہو جس اس اندیشہ سے کہ کہین مرتد ہو جائے
اس سے کفر لازم نہین آتا لیکن حدیث امی مع
امکما تو یہ ضعیف ہے اور حاکم کی تصحیح کو درر مین
اپنے اس قول سے کہ وتعقبه الذهبى رد کیا ہے
نیز عبد الحلیم نے اپنے رسالہ اسلام آبائہ الکرام مین
لکھا ہے کہ حدیث امی مع امکما کو دار قطنی نے
ضعیف کیا ہے اور ذہبی نے اوس کا ضعف
بیان کیا اور اوسپر قسم شرعی کھائی انتہے - علاوہ
اسکے ذکر معیت فی النار کفر کو لازم نہین بلکہ اسکا
قیاس نار تطہیر پر کیا جاے گا جیسا کہ حدیث ان
ابی واباک مین گذرا اوراون کے دلائل یون
رد ہوتے ہین کہ قواعد اصولیہ وکلامیہ مین
باتفاق اشاعرہ مقرر ہے کہ اہل فترت ناجی
اور جنتی ہین نیز اس طرح بھی کہ بنی آدم مین اصل

ایضاً بان الاصل فی بنی آدم الاسلام بوجہین
احدہما ان آدم مسلم وثانیہما قولہ صلعم
ما من مولود یولد الا علی فطرۃ الاسلام وقولہ
قولہ تعالیٰ الست بربکم قالوا بلیٰ وکذا فی بنی
نوح وابراہیم الاسلام بوجہین احدہما کونہم
علی فطرۃ الاسلام وثانیہما انہما مسلمان الا
تری ان کل من ولد فی قوم فہو علی دینہم
حتی یثبت من الخارج خلافہ فمن ولد فی
المسلمین فہو مسلم ومن ولد فی الیہود والنصاریٰ
فہو منہم وہذا شائع الی زماننا ہذا ویترتب
علیہ الاحکام فمن تکلم بکفر اولاد المسلمین
فعلیہ اثبات الذی یعارض ہذا الحکم
والتحقیق فی ولد ابراہیم انہم علی ملتہ
وما بعث الیہم رسول سوی اسمعیل وہو
علی ملۃ ابیہ وملتہ ما نسخت وباقیۃ
الی زمن نبینا صلعم بل ملۃ نبینا ہی ملۃ
ابراہیم لقولہ تعالیٰ ملۃ[2] ابیکم ابراہیم ہو
سمٰکم المسلمین وقولہ اتبع ملۃ[3] ابراہیم حنیفا

اسلام ہے بدو وجہ ایک یہ کہ حضرت آدم مسلم تہے
دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی مولود
ایسا نہین جو فطرۃ اسلام پر نہ پیدا ہوتا ہوا اور وہ
اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ الست بربکم
قالوا بلیٰ اور اسی طرح اولاد حضرت نوح و ابراہیم مین بہی
اسلام دو وجہون سے ہے ایک یہ کہ وہ لوگ فطرۃ اسلام
پر تہے دوسری یہ کہ وہ دونون مسلم تہے کیا تمکو یہ نہین معلوم
کہ جو کسی قوم مین پیدا ہو وہ اونہین کے دین پر ہے جب تک
بظاہر اوسکے خلاف ثابت نہ ہو تو جو شخص مسلمانون مین
پیدا ہوا وہ مسلم ہے اور جو یہود و نصاریٰ مین پیدا ہوا
وہ اونہین سے ہے اور یہ اب تک شایع ہے اور اسی پر احکام
مترتب ہوتے ہین تو جو کوئی مسلمانونکی اولاد کی کافر ہونیکے
متعلق کہے وہ اس حکم کے خلاف ثابت کرے اور اولاد حضرت
ابراہیم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ اونکے مذہب پر تہی اور اونکے پاس
بجز حضرت اسمعیل کے کوئی رسول نہین بہیجا گیا اور وہ بہی
اپنے والد کے تبع تہے اور اونکا مذہب منسوخ نہین ہوا انکے
حضرت کے زمانہ تک باقی رہا بلکہ آنحضرت کی ملۃ ملت ابراہیمی
تہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ملۃ ابیکم الخ یا اتبع ملۃ الخ

[1] کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون کہا سب نے ہان ہے ۱۲ [2] تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنادیا ہے) اوس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکہا ہے ۱۲ [3] پیروی کر مذہب ابراہیم کی جو شرک سے پاک ہے۔

فعلی هذا کلهم مسلمون الا من یثبت کفره
ولیسوا من اهل الفترة بل علی الفطرة
واما قولی منصوصة فلان النص ما ازداد
وضوحا علی الظاهر بمعنی فی المتکلم نحو قوله
تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الایة
فانه ظاهر فی الاطلاق ونص فی بیان العدد لانه
سیق الکلام لاجله کذا فی الحسامی علم منه
ان زیادة وضوح النص علی الظاهر هو سیق
الکلام لاجل المعنی الظاهر من نفس الصیغة
ولاشك ان الکلام ههنا سیق لحصر العبادة
فی الله والاحسان الی الوالدین ومنه الدعاء
بالرحمة المامور به فی قوله وقل رب ارحمهما
وذلك هو الظاهر من لفظ الایة واما قولی
مفسرة فلان المفسر ما ازداد وضوحا علی
وجه لا یبقی فیه احتمال التخصیص والتاویل
کذا فی کتب الاصول فزیادة وضوحه علی النص
هو عدم احتماله التخصیص والتاویل فان الالف
واللام فی الوالدین للاستغراق بحسب هذه

اسلیے سب مسلمان تہے بجز اونکے جنکا کفر ثابت ہوا اور
اہلِ فترت مین نہین تہے بلکہ فطرۃ پر تہے اور میرا قول
منصوصۃ اس لیے ہی کہ نص وہ ہے جو بظاہر متکلم مین
معنًا وضاحت بڑہائے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے
کہ فانکحوا الخ پس یہ اطلاق مین ظاہر ہے اور بیان
عدد مین نص کیونکہ سیاق کلام اسی لیے ہے جیسا
کہ حسامی مین ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وضوح
نص کی ظاہر پر زیادتی ہی سیاق کلام ہے کیونکہ
نفس صیغہ سے معنی ظاہر ہین اور بیشک یہانپر کلام
حصر عبادت فی اللہ واحسان الی الوالدین ودعا
رحمت کے لیے سیاق ہے جسپر وقل رب ارحمهما
مین حکم کیا گیا ہے اور یہی لفظ آیۃ سے ظاہر ہے
اور میرا قول مفسرة اس لیے ہے کہ مفسر وہ ہے
جو ایسی وضاحت بڑہا دے جس سے احتمال تخصیص
وتاویل باقی نہ رہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
تو نص پر اوسکی زیادہ وضاحت ہی عدم احتمال
تخصیص وتاویل ہے اور یہانپر احتمال تخصیص
وتاویل بہی نہین ہے کیونکہ والدین مین الف لام

سلہ پس نکاح کرو تم جو تم کو بہلی معلوم ہوں عورتوں سے ۱۲

القاعدة الاصولية وهو قولهم لام التعريف اما للعهد الخارجي والذهني واما لاستغراق الجنس واما لتعريف الطبيعة لكن العهد هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة كذا في التوضيح فاذا لم يتحقق العهد تعين الاستغراق فيشتمل كل والدين فهو بحسب ظاهره عام مستغرق لجميع افراده لكنه بقي فيه احتمال التخصيص وارادة البعض فلما وردت الاحاديث المصرحة باسلام الكل يثبت ان المراد العموم وارتفع احتمال التخصيص والعام يثبت فيه الحكم قطعاً فتحقق قطعية دخول كل ابائه في عموم وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما فان قيل اطلاق لفظ الوالدين حقيقة انما هو على الطبقة الاولى وعلى ما فوقها مجاز واستغراق اللفظ في حقيقته ومجازه معاً لا يصح قلنا استعمال اللفظ في حقيقته ومجازه المتعارف معاً جائز عند الشافعي اذا لم يتنافى المعنيان فكيف اذا دل الدليل على ارادة الكل واما عند ابي حنيفة فهو من باب عموم

بقاعدہ اصولی استغراقی ہے اور اصولیون کا یہ قول ہے کہ لام تعریف یا عہد خارجی یا ذہنی کے لیے ہے یا استغراق جنس یا تعریف طبیعت کے لیے لیکن عہد اصل ہے پھر استغراق پھر تعریف طبیعت ایسا ہی توضیح مین ہے لہذا جب لام عہد ثابت نہو گا تو لام استغراق مقرر ہو گا جو کل والدین کو شامل اور بظاہر عام اور اوسکے کل افراد کو مستغرق ہو گا لیکن اوسمین احتمال تخصیص وارادہ بعض باقی رہیگا پس جب احادیث مصرحہ سبکے اسلام کے متعلق وارد ہونگی تو یہ ثابت ہو گا کہ عموم مراد ہی اور احتمال تخصیص اوٹھ جائیگا اور عام مین حکم قطعاً ثابت ہو گا پس وبالوالدین الخ کے عموم مین کل آباء واجداد کا داخل ہونا قطعی طور پر متحقق ہے اگر یہ کہا جاے کہ لفظ والدین کا اطلاق طبقہ اولیٰ پر حقیقۃً اور اوسکے ما فوق پر مجازاً ہے اور استغراق لفظ حقیقت ومجاز مین ایک ساتھ صحیح نہین تو ہم کہین گے کہ لفظ کا استعمال اپنے حقیقت ومجاز متعارف مین ایک ساتھ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر دونون معنی ایک دوسرے کے منافی نہ ہون پس کیون نہ جب دلیل ارادہ کل پر دلالت کرے لیکن امام ابی حنیفہ کے نزدیک وہ باب عموم مجاز سے ہے اگر کہا جاے

المجاز فان قيل يحتمل ان الالف واللام ههنا
بدل المضاف اليه وان المعنى ولوالديكم
احسانا وقل رب ارحمهم والدي فكيف يكون
للاستغراق قلنا فعلى هذا الوالدان مضافا
الى الضمير المبدل عنه الالف واللام والاضافة
تكون عهدية واستغراقية كما قال الچلپي في
حاشية البيضاوي في سورة ابراهيم الاضافة
كلام التعريف تكون عهدية وجنسية فحيث
لا عهد تحمل على الاستغراق انتهى فحملها
على الاستغراق يكفي فيه عدم ظهور العهد
فكيف اذا دلت الدليل على ارادة الاستغراق
فثبت الاستغراق والعموم من هذا الوجه
ايضا وحكم العام المحتمل الخصوص عند
بعض العلماء الوقف حتى يظهر ما يدل على
ارادة العموم والخصوص فهو عنده مجمل
كما ذكره البزدوي فالوالدان ههنا يكون مجملا
في ان المراد كل السلسلة او بعضها فالدلائل
المثبتة للاستغراق بينت المراد وفسرت
الاجمال وصارت الاية قطعية من هذا الوجه

کہ یہاں پر الف و لام بدل مضاف الیہ کا محتمل ہے
جسکے معنی یہ کہ ولوالدیکم الخ ہو تو استغراق کیلیے
کیسے ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ اس حالت میں والدان
ضمیر مبدل عنہ کی طرف مضاف ہوگا الف لام تعریفی اور
اضافت دونوں عہدی و استغراقی ہوتے ہیں جیسا کہ
چلپی نے حاشیہ بیضاوی میں سورۃ ابراہیم میں کہا کہ
اضافت لام تعریف کی طرح عہدی و جنسی بھی ہوتی
ہے تو جہاں عہد نہیں وہاں استغراق پہ محمول ہوگی انتہی
تو حمل استغراقی میں عدم ظہور عہد کافی ہے جب دلیل
ارادہ استغراق پر دلالت کرے گی تو استغراق و عموم
اس وجہ سے بھی ثابت ہوگا اور حکم عام محتمل خصوص
بعض علما کے نزدیک توقف ہے جبتک وہ چیز جو
ارادہ عموم و خصوص پر دلالت کرتی ہے ظاہر نہو جاے
پس بعض کے نزدیک مجمل ہے جیسا کہ بزدوی نے
ذکر کیا تو والدان یہاں مجمل ہوگا اس امر میں کہ مراد
کل یا بعض سلسلہ ہے پس دلائل مثبتہ استغراق نے
مراد ظاہر کر دی اور اجمال کی تفسیر کر دی اور اس
وجہ سے بھی قاعدہ اصولی کے موافق یہ آیۃ
قطعی ہوگئی عنایہ میں ہے کہ خبر واحد جب بیان

الاثبات حسب القاعدة الاصولية قال في العناية
خبر الواحد اذا لحق بيانا للمجمل كان الحكم بعده
مضافا الى المجمل دون البيان انتهى ــ
اما قوله محكمة في اسلام والدى النبي صلعم الى
آدم فلان المحكم ما ازداد قوة واحكم المراد
منه عن التاويل والتبديل لا تكون الاباحة النسخ
ولا نسخ ههنا في حق الوالدين فان قوله
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما لفظ عام
وقد تقدم ان المراد استغراق افراد الوالدين
الى آدم ثم انه صح ذلك عام في الوالدين
المسلمين والكافرين وقد كانت الصحابة
يستغفرون لآبائهم الكفار وكذلك استغفر صلعم
لعمه ابي طالب حتى نزلت ماكان للنبي الخ
وآية وماكان استغفار واستغفر لهم او
لا تستغفر لهم فهذه الآيات صارت ناسخة
لطلب الرحمة للكافرين من الآية الاولى
ولكن لسبب ورود النسخ اشتبه على النبي صلعم
المراد من وقل رب ارحمهما في حق والديه
بالخصوص وحكمه باق في حقهما لكونهما مسلمين

مجمل کے لاحق ہو تو حکم اوس کے بعد مجمل ہی کی طرف
مضاف ہوگا نہ بیان کی طرف انتہیٰ لیکن میرا
یہ قول کہ محکمۃ فی اسلام الخ یہ اس لیے ہے
کہ محکم وہ ہے جس کے معنی زور دار ہوں اور مراد قوی
اوس سے تبدیل ہے اور تبدیل بغیر نسخ نا ممکن اور نسخ
یہاں پر حق والدین میں ہی نہیں کیونکہ جناب باری کا
ارشاد وبالوالدین الخ لفظا عام ہے اور یہ پہلے گذر چکا
کہ افراد والدین کا استغراق آدم تک مراد ہے علاوہ
اس کے یہ والدین مسلمین وکافرین میں عام ہے صحابہ اپنے
آبا کفار کے لیے استغفار کیا کرتے تھے آنحضرت صلعم نے
بھی اپنے چچا ابو طالب کے لیے استغفار کیا تا آنکہ آیات
ماکان استغفار اور استغفر لهم او لا
تستغفر لهم نازل ہوئیں تو یہ آیتیں کفار کے
حق میں استغفار کرنے کے لیے پہلی آیت سے ناسخ
ہوئیں لیکن بسبب ورود نسخ آنحضرت پر یہ امر مشتبہ
ہوا کہ قل رب ارحمهما سے اونکے والدین
ہی کے حق میں خصوصًا مراد ہے اور اوس کا حکم
اون کے حق میں بوجہ اون کے مسلمان ہونے کے
باقی ہے یا عدم اسلام سے منسوخ ہوا تو یہ آنحضرت

او منسوخ بعدم اسلامهما فصارت الآيات
في حقهما مجملة ولهذا الاشتباه كان صلعم يقول
ياليت شعري ما فعل ابواي على تقدير ثبوته
فبعد ذلك اخبر صلعم باسلامهما فزال اجمال
هذه الآية وصارت محكمة في اسلامهما۔

الفصل الثاني

اعلم انه قال صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح السفاح هو الزنا في
رد المحتار حاشية در المختار قوله صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح اي لا من زنا والمراد
به نفي ما كانت عليه الجاهلية من ان المرأة
تسافح رجلا مدة ثم يتزوجها وقد استدل
بالحديث المذكور في الفتح ايضا ووجهه انه صلعم
سمى ما وجد قبل الاسلام من انكحة الجاهلية
نكاحا ولا يقال انه فيه اساءة ادب لاقتضائه
كفر الابوين الشريفين مع ان الله احياهما له
وامنا به كما ورد في حديث ضعيف لانا نقول
ان الحديث اعم بدليل رواية الطبراني وابي نعيم
وابن عساكر خرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن ادم الى ان ولدني ابي وامي

اون کے حق میں مجمل ہو گئیں اسی اشتباہ سے آنحضرت
فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے
والدین کے ساتھ کیا ہوا بر تقدیر اونکے ثبوت کے
پھر جب آنحضرت کو اونکے اسلام کی خبر دیگئی تو اوس آیہ کا اجمال
جاتا رہا اور یہ آیہ اونکے ثبوت اسلام کے لیے محکم و ظاہر ہوگئی

دوسری فصل

آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ
میں نکاح سے پیدا ہوا نہ سفاح سے۔ سفاح یعنی زنا رد المحتار
حاشیہ درمختار میں ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ میں نکاح سے
پیدا ہوا نہ سفاح سے یعنی نہ زنا سے اس سے مراد رسم جاہلیت
کی نفی ہے وہ یہ کہ عورت مرد سے ایک مدت تک ملتی تھی
پھر نکاح کر لیتی تھی اور فتح میں بھی اسی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے نکاحہائے جاہلیت
قبل اسلام کا نکاح نام رکھا یہ نہ کہا جائیگا کہ بوجہ اقتضا
کفر والدین آنحضرت صلعم اسمیں بے ادبی ہے حالانکہ اللہ نے
اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ
حدیث ضعیف میں ہے اسلیے کہ ہم کہیں گے کہ حدیث عام ہے
بدلیل روایت طبرانی و ابی نعیم و ابن عساکر کہ میں نکاح سے
پیدا ہوا زنا سے نہیں ہوا آدم سے اب تک حتی کہ میرے
ماں باپ نے مجھکو پیدا کیا سفاح جاہلیت سے مجھکو بالکل

لما يسبني من سفاح الجاهلية شيء انتهى
فينبغي للعاقل ان يتيقن ان ليس في هذه
السلسلة الشريفة كافر لان الكفر اشد من
الزنا فاذا لم يكن فيها الزنا فكيف يكون الكفر
وايضاً الاسلام يعلي شرافة النسب كما ذكر
الفقهاء وقد خفي ذكر اسلامهما بين المتاخرين
وكان مستورا عن المتقدمين اذ العلم نور
يقذفها الله في القلوب فاجمع رسالات
في هذا الباب وابدع مقالات جمعت فيها
السؤال والجواب رسائل الشيخ جلال الدين
السيوطي فانه كتب في هذه المسئلة ست
رسائل وبسط فيها المقالات والدلائل فقال
السيوطي اولاً في الديباجة الرسالة الثالثة
هذا ثالث مؤلف الفته في مسئلة والدي
رسول الله صلعم وهو اخصرها واوجزها فاقول
ذهب جمع كثير من الائمة الاعلام الى انهما
ناجيان ومحكوم لهما بالنجاة في الآخرة وهم
اعلم الناس باقوال من خالفهم وقال لغير
ذلك ولا يقصرون عنهم في الدرجة ومن

لگاؤ نہین - تو عقلمند کو یقین کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ شریفہ
مین کوئی کافر نہین کیونکہ کفر زنا سے سخت ہے جب زنا نہ ہوگی
تو کفر کیسے ہوگا نیز یہ کہ اسلام شرافت نسب بڑہاتا ہے جیسا کہ
فقہا نے ذکر کیا اور اون کے اسلام کا ذکر متاخرین
مین پہیلا متقدمین سے پوشیدہ تہا کیونکہ علم ایک
نور ہے جسکو اللہ قلوب مین ڈالتا ہے تو اس بارہ
مین شیخ جلال الدین سیوطی کے لطیف سوال وجواب
نہایت جامع رسالے ہین اور اونہون نے اس
بحث مین مدلل و بسیط چہہ رسالے لکہے اور اولاً
تیسرے رسالہ کے دیباچہ مین لکہا کہ مسئلہ والدین
رسول اللہ صلعم مین یہ میری تیسری مختصر مفید تالیف
ہے پس مین کہتا ہون کہ بہت سے مشہور ائمہ
اس طرف گئے ہین کہ وہ دونون ناجی ہین اور
اونکی آخرت مین نجات پانے کا حکم دیا گیا ہے
اور وہ لوگ مخالفین کے اقوال سب سے زیادہ
جانتے تہے اور اون سے درجہ مین کم نہین ہین
اور اون سے زیادہ کون آثار واحادیث کا حافظ
اور دلائل مستدلہ کا ناقد ہے کیونکہ وہ لوگ اقسام
علوم کے جامع اور فنون پر حاوی ہین خصوصاً

احفظ الناس للاحاديث والآثار ومن انقد
الناس للادلة التي استدل بها اولئك
فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون
من الفنون خصوصاً الاربعة التي يستمد
منها هذه المسئلة فانها مبنية على ثلاث
قواعد كلامية واصولية وفقهية وقاعدة
رابعة مشتركة بين الحديث واصول الفقه
مع ما يحتاج اليه من سعة الحفظ في الحديث
وصحة النقد له وطول الباع في الاطلاع
على اقوال الائمة وجمع متفرقات كلامهم
فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث
التي استدل بها اولئك معاذ الله بل
وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها
بالاجوبة المرضية لا يردها منصف واقاموا
لما ذهبوا اليه ادلة كالجبال الرواسي انتهت
الديباجة ثم قال فيها وقد اختلف القائلون
بالنجاة على سبل۔

السبيل الاول انهما لم تبلغهما الدعوة
لانهما كانا في زمن فترة عم الجهل فيها اهل

وہ چار فن جن سے اس مسئلہ مین مدد لی جاتی ہے
پس وہ مبنی ہے تین قواعد کلامیہ و اصولیہ
وفقہیہ پر اور چوتھا قاعدہ حدیث و اصول
فقہ مین مشترک ہے مع اون چیزون کے جن کی
حدیث شریف کی وسعت کے ساتھ حفظ
کرنے اور صحت نقد اور اقوال ائمہ پر
جو کچھ اطلاع ہوا اوس پر طویل بحث کرنے
اور اون کے متفرق کلام جمع کرنے مین ضرورت
ہے تو اون پر یہ گمان نہین ہو سکتا کہ معاذ اللہ
وہ اون احادیث مستدلہ سے واقف نہین تھے
بلکہ واقف تھے اور اوسکی دشواریون مین خوض
کیا اور بجوابات مرضیہ اوس کے جوابات
دیے تھے جن کو کوئی منصف رد نہین کر سکتا
اور جس امر کی طرف گئے اوس پر نہایت مضبوط
دلائل قائم کیے دیباچہ تمام ہوا پھر کہا کہ
قائلین نجات نے کئی طریقون سے اختلاف
کیا ہے۔

پہلی سبیل۔ یہ کہ اونکو دعوت نہین پہونچی کیونکہ
وہ اوس زمانہ فترت مین تھے جبکہ مشرق و مغرب والون مین

المشرق والمغرب فلم يكن اتفق له احد
يبلغ الدعوة على وجهها مع انهما في فترة ماتا في
حداثة السن ولم يبلغا سنا يحتمل الوقوف
على الاخبار والفحص عنها بالاسفار فان والده
عاش نحو ثمان عشرة سنة ووالدته ماتت في نحو
العشرين مع كونها مخدرة وحكم من
لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمة الشافعية
من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل
الكلام واصول الفقه انه يموت ناجيا
ويدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي
انتهى قلت اصول الاشاعرة ان من مات
ولم تبلغه الدعوة يموت ناجيا واما الماتريدية
فان مات قبل مضي مدة يمكنه فيه التأمل
ولم يعتقد ايمانا ولا كفرا فلا عقاب عليه
بخلاف ما اذا اعتقد كفرا او مات بعد المدة
غير معتقد شيئا ففيه خلاف البخاريون من الماتريدية
وافقوا الاشاعرة وحملوا قول الامام لا عذر
لاحد في الجهل بخالقه على ما بعد البعثة
واختاره المحقق ابن الهمام في التحرير لكن

جہل ہوا کیا تہا اور کوئی ایسا بھی نہ تہا جو تبلیغ
دعوت کرتا علاوہ اسکے اون کی وفات شروع
جوانی میں ہو گئی اونکی عمر اتنی ہوئی نہیں جو وہ خبرون
سے واقف ہوتے یا سفر کرکے تلاش کرتے اسلیے
کہ آپکے والد کی اٹھارہ اور والدہ کی تقریبا بیس
سال کی عمر ہوئی باوجود اون کے مخدرہ ہونے کے
اور جس کو دعوت نہ پہونچی وہ باتفاق ائمہ فقہاے
شافعیہ واشاعرہ اہل کلام واصول فقہ ناجی ہے
اور جنت میں داخل ہوگا اسپر امام شافعی دلیل لاتے
ہین انتہی اور اصول اشاعرہ یہ ہین کہ جسکو دعوت
نہ پہونچنے کے مرے وہ ناجی ہے لیکن ماتریدیہ کے
نزدیک اگر اتنی مدت گذرنے سے پہلے جس مین تامل کرے
تہا مر گیا اور نہ ایمان کا معتقد ہوا نہ کفر کا تو اوسپر
عذاب نہین بخلاف اوسکے جو کفر کا معتقد ہوا اور
کچہ مدت کے بعد بلا کسی اعتقاد کے مر گیا تو اسمین
بخاریہ جو ماتریدی ہی ہین اشاعرہ کے موافق ہین
اور امام کے قول کو حمل کیا ہے کہ کسی کا عذر جہالت
خدا کی نسبت بعد البعثت چل نہین سکتا اور محقق ابن
ہمام نے اسے تحریر مین اختیار کیا ہے لیکن ایک گروہ

هذا فی غیر من مات معتقد الکفر فقد صرح
النووی والفخر الرازی بان من مات قبل البعثة
مشرکا فهو فی النار وعلیه حمل بعض المالکیة
ما صح من الاحادیث فی تعذیب اهل الفترة
بخلاف من لم یشرک منهم ولم یوحد بل بقی
عمرہ فی غفلة من هذا کله ففیهم الخلاف وبخلاف
من اهتدی منهم بعقله کقس ابن ساعدة وزید
ابن عمر ابن نفیل فلا خلاف فی نجاتهم وعلی هذا
فالظن فی کرم الله تعالی ان یکون ابواہ صلعم
من احد هذین القسمین بل قیل ان اٰبائهم
کلهم موحدون لقوله تعالیٰ وتقلبک فی
الساجدین لکن رواه ابو حیان فی تفسیره
بانه قول الرافضة ومعنی الاٰیة وترددک
فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وفی مناقب
الکردی من مات علی الکفر ابیح لعنه الا
والدی رسول الله لثبوت ان الله احیاهما
له حتی اٰمنا به فی شرح الهمزیة لابن حجر
الهیتمی قوله لثبوت ان الله احیاهما یعنی
لثبوت ذلک فی حدیث ذکرہ غیر واحد

جو معتقد کفر نہ مرے نووی و فخر رازی نے تصریح کی ہے
کہ جو کوئی قبل بعثت مشرک مرا وہ دوزخی ہے اور یہی
بعض مالکیہ کا قیاس ہے بوجہ اون احادیث صحیح کے
جو تعذیب اہل فترت کے متعلق ہیں بخلاف اوسکے
جو نہ مشرک ہوا اور نہ موحد اور عمر غفلت میں کٹی اوسکے
متعلق البتہ اختلاف ہے یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی
عقل سے ہدایت پائی جیسے قس ابن ساعدہ وزید
ابن عمر بن نفیل تو انکے نجات میں اختلاف نہیں اسی لیے
خدا کے کرم سے یہ امید ہے کہ آنحضرت صلعم کو والدین
بھی انہیں کسی قسم میں ہونگے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپکے
کل آبا موحد تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ وتقلبک فی الساجدین لیکن ابو حیان نے
اپنی تفسیر میں اسکو رافضیہ کا قول کہکر رد کیا ہے اور معنی
آیۃ یہ کہی ہیں کہ تمہارا تردد تہجد گزارون کے حالات پر نظر
کرنے میں اور مناقب کردی میں ہے کہ حالت کفر میں مرنے والے
پر لعنت مباح کی گئی بجز والدین آنحضرت کے اس ثبوت سے کہ
اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے
شرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی میں ہے کہ قولہ لثبوت ان اللہ
احیاهما یعنی بوجہ اسکے حدیث سے ثبوت کہ جسکو ایک سے زائد

من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه وهو ان الله احياهما فآمنا به خصوصية لهما وكرامة لهما ومحل كون الايمان لا ينفع بعد الموت في غير الخصوصية وقد صح انه عليه السلام ردت عليه الشمس بعد مغيبها فعاد الوقت حتى صلى العصر اداء كرامة له فكذا هذا انتهى واحياء الوالدين بعد موتهما لا ينافي كون النكاح كان في زمان الكفر ولا ينافي ايضا ما نسب الى الامام في الفقه الاكبر ولا ما في صحيح المسلم وكون الايمان عند المعاينة غير نافع فكيف بعد الموت فذلك في غير الخصوصية التي اكرم الله بها نبيه صلعم وقال العلماء الآيات والاحاديث ناسخة لكل ما خالفها من الاحاديث في مسلم وغيره وقد مضى على هذه المسئلة جماعة آخرهم امام الحفاظ ابن حجر العسقلاني انتهى ما قال السيوطي۔

السبيل الثاني۔ ان الله احياهما له فآمنا به وذلك في حجة الوداع وقد مال الى هذا السبيل طائفة كثيرة من الائمة وحفاظ الحديث واستندوا من حديث عائشة اخرجه

حفاظ نے ذکر کیا ہے اور جنہوں نے اسمین طعن کیا اوسکی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور وہ یہ کہ اللہ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے یہ اونکی خصوصیت تہی اور وہ محل جہان پر ایمان بعد موت نافع نہیں خصوصیت کے علاوہ ہی اور بیشک یہ صحیح ہو کہ آنحضرت پر آفتاب بعد غروب کے دکہایا گیا اور وقت لوٹ آیا اور آپنے نماز عصر پڑہی تو جیسے وہ آپکی بزرگداشت کیلیے ہوا ویسے یہ بہی اور حیات والدین بعد موت نکاح زمانہ کفر کی منافی نہیں اور نہ اوسکے منافی جو فقہ اکبر مین امام کی طرف منسوب کی گئی اور نہ اوسکی جو صحیح مسلم مین ہے اور ایمان کا وقت معاینہ غیر نافع ہونا تو پہر بعد موت کیسی ہو سکتا ہے تو یہ اوس خصوصیت کی علاوہ ہے جس سی اللہ تعالے نے اپنے نبی صلعم کو بزرگ کیا اور علما نے کہا کہ آیات و احادیث اون کل باتونکی ناسخ ہین جسکے مخالف حدیثین مسلم وغیرہ مین ہین اور اس مسئلہ پر ایک جماعت گذری جنکے آخر امام حفاظ ابن حجر عسقلانی ہین۔ قول سیوطی تمام ہوا۔

دوسری سبیل۔ یہ کہ اللہ نے اونکو آنحضرت صلعم کیلیے زندہ کیا اور وہ اونپر ایمان لائے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع مین ہوا اور اسکی طرف بہت سی ائمہ و حفاظ احادیث مائل ہوئے ہین اور حدیث حضرت عایشہ سے استناد کیا ہے

الائمة وجعلوه ناسخاً لما خالفه من الاحاديث
ولم يدلوا على انه متأخر عما خالفه وقد ايد بعضهم
بالقاعدة التي اتفق عليها الامة انه ما اوتي
نبي من الانبياء معجزة الا واوتي نبينا صلى الله عليه وسلم
مثلها وقد احيا الله لعيسى الموتى من قبورهم
ولموسى قتيل بني اسرائيل ولم ينقل عن
نبينا من ذلك غير هذه القصة فلا بد ان تكون له
السبيل الثالث - انهما كانا على التوحيد
ودين ابراهيم كما كان على ذلك طائفة من
العرب كزيد ابن عمرو ابن نفيل وقس ابن ساعدة
وغيرهما ومشى على هذا الطريق الامام فخر الدين
الرازي وزاد ان اباء النبي كلهم الى ادم على التوحيد
لم يكن فيهم مشرك انتهى ومؤيد هذا القول
احاديث منها ما اخرج البيهقي والطبراني وابو نعيم
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم ان الله
خلق الخلق فاختار من الخلق بني ادم واختار
من بني ادم العرب واختار من العرب مضر
واختار من مضر قريش واختار من قريش بني هاشم
واختارني من بني هاشم فانا من خيار الى خيار

جسکو ائمہ نے روایت کیا اور اوسے اوسکی مخالف حدیثون کا
ناسخ کیا اور اسپر دلیل لاو کہ وہ اپنی مخالف سے متاخر ہوا اور
بعض نے اوسکی تائید اوس قاعدہ سے کی جسپر امت متفق ہے یعنی
جو معجزہ کسی نبی کو ملا ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو آپکو نہ دیا گیا ہو اور حضرت
عیسے علیہ السلام کیلیے مردون کو قبر سے اور موسی علیہ السلام کے
لیے قتیل بنی اسرائیل کو زندہ کردیا اور ہمارے حضرت سے ایسا
کوئی معجزہ بجز اسکے منقول نہیں لہذا ضرور ہے کہ ایسا ہوا ہو
تیسری سبیل - یہ کہ وہ توحید و دین ابراہیمی پر تھے
جسپر اکثر اہل عرب تھے جیسے زید ابن عمرو بن نفیل
وقس بن ساعدہ وغیرہ اور اسی طرف امام فخر الدین
رازی گئے ہیں اونھون نے اتنا اور کہا ہے کہ آبا
نبی صلعم حضرت آدم تک سب موحد تھے کوئی مشرک
نہ تھا اور اس قول کی موید چند حدیثیں ہیں جنمین سے
یہ ہے جو بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن
عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے
خلق کو پیدا کیا اور اوس مین بنی آدم کو اختیار
کیا اور بنی آدم سے عرب اور عرب سے مضر
اور مضر سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم
اور بنی ہاشم سے مجکو تو مین بہت بہترین ہون -

واخرج البيهقي عن محمد ابن علي ان رسول
الله صلعم قال كذا واخرج البيهقي والطبراني
وابو نعيم عن ابن عباس قال قال رسول الله
ان الله قسم الخلق قسمين فجعلني في خيرهما
قسما ثم جعل القسمين اثلاثا فجعلني في خيرها
ثلاثا ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلني في خيرها
قبيلة ثم جعل القبائل بيوتا فجعلني في خيرها
بيتا واخرج البيهقي وابن عساكر من طريق مالك
عن الزهري عن انس ان النبي صلعم قال ما
افترق الناس فرقتين الا جعلني الله في خيرهما
فاخرجت من بين ابوي فلم يصبني شيء من
الجاهلية وخرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم حتى انتهيت الى ابي
وامي فانا خيركم ابا واخرج الترمذي وحسنه
البيهقي وابو نعيم عن العباس بن عبد المطلب
قال قال رسول الله صلعم ان الله حين خلقني
جعلني من خير خلقه ثم حين خلق القبائل
جعلني من خيرهم قبيلة وحين خلق الانفس
جعلني من خير انفسهم ثم حين خلق البيوت جعلني [illegible]

اور بیہقی نے محمد بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
ایسا ہی فرمایا اور بیہقی وطبرانی وابونعیم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ نے خلق کو دو قسموں پر تقسیم
کیا اور مجھکو بہترین قسم مین کیا پھر دونون کا ثلث کیا اور میں
اون مین بہتر تہا اور ثلثون میں مجھکو رکھا پھر اونکے قبائل بنائے
اور مجھکو بہترین قبیلہ مین رکھا پھر قبائل کے گھر بنائے اور مجھکو
بہترین گھر میں رکھا اور بیہقی وابن عساکر نے بطریق مالک
زہری سے اور اونھون نے انس سے روایت کی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ فرقہ فرقہ ہوتے گئے اور
بہترین فرقہ میں مجکو اللہ نے رکھا یہانتک کہ میں اپنے
مان باپ سے پیدا ہوا اور مجکو جاہلیت کی کسی چیز سے
لگاؤ نہیں اور میں نکاح سے ہوا نہ زنا سے آدم سے لیکر
اپنے مان باپ تک اسلئے میں تم لوگون سے نسب میں اچھا
ہون اور ترمذی نے روایت کی اور بیہقی نے اس کو
حسن قرار دیا اور ابونعیم نے عباس بن عبد المطلب سے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے جب مجکو پیدا کیا تو
بہترین خلق میں رکھا پھر جب قبائل پیدا کیے تو بہترین
قبیلہ میں رکھا اور جب انفسون کو پیدا کیا تو بہترین نفس میں
رکھا پھر جب گھر پیدا کیا تو بہترین گھرون میں [illegible]

واخرج البخاری عن ابی هریرة ان رسول
الله صلعم قال بعثت من خیر قرون بنی آدم
قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه
واخرج ابو نعیم من طرق عن ابن عباس قال
قال رسول الله لم یزل ینقلنی من الاصلاب
الطیبة الی الارحام الطاهرة مصفی مهذبا
لا تنشعب شعبتان الا کنت فی خیرهما واخرج
مسلم والترمذی عن واثلة ابن الاسقع قال
قال رسول الله صلعم ان الله اصطفی من ولد
ابراهیم اسمعیل ومن اسمعیل بنی کنانة ومن
بنی کنانة قریشا ومن قریش بنی هاشم واصطفانی
من بنی هاشم واخرج ابن سعد عن ابی صالح
عن ابن عباس قال قال رسول الله خیر العرب
مضر وخیر المضر بنو عبد مناف وخیر بنی عبد مناف
بنو هاشم وخیر بنی هاشم بنو عبد المطلب والله
ما افترق فرقتان منذ خلق الله آدم الا کنت
فی خیرهما واخرج البیهقی والطبرانی فی الاوسط
وابن عساکر عن عائشة قال قال رسول الله قال لی
جبرئیل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا

اور بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ میں بہترین قرون بنی آدم میں قرنا بعد قرن مبعوث
ہوا یہانتک کہ اوس قرن میں مبعوث ہوا ہوں کہ ہوں
اور ابو نعیم نے کئی طریقوں سے ابن عباس سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اصلاب طیبہ سے
ارحام طاہرہ میں مصفے و مہذب منتقل ہوتا رہا اور جب
دو شاخیں ہوئیں تو میں بہتر شاخ میں رہا اور مسلم و ترمذی نے
واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ اللہ نے اولاد ابراہیم میں اسمعیل اور اولاد اسمعیل میں بنی کنانہ
اور بنی کنانہ میں قریش اور قریش میں بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں
مجکو برگزیدہ کیا اور ابن سعد نے ابی صالح سے اونہوں نے
ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
بہترین عرب مضر اور بہترین مضر بنو عبد مناف اور بہترین
بنو عبد مناف بنو ہاشم اور بہترین بنی ہاشم بنو عبد المطلب ہیں
اور خدا کی قسم آدم کے وقت سے ابتک جب کبھی دو گروہ
ہوئے تو میں بہتر گروہ میں ہوا کیا اور بیہقی و طبرانی نے
اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے جبرئیل
نے کہا کہ میں روے زمین پر پھرا مگر کسی کو

افضل من محمدؐ ولم اجد بنی اب افضل من
بنی هاشم واخرج ابن عساکر عن ابی هریرة قال
قال رسول اللهؐ ما ولدتنی بغی قط منذ خرجت
من صلب آدم ولم تتنازعنی الامم کابراً عن کابر
حتی خرجت من افضل حیین من العرب
هاشم وزهرة کذا فی الخصائص الکبریٰ انتهی فهذه
الاحادیث مصرحة بالاصطفا والافضلیة لکل
طبقة کان صلعم فیها من آدم الی ابویه فهم
کلهم مسلمون لما تقرر انها لا یتحقق الا باسلامها
ومن جملة هذه الاحادیث حدیثا الصحیحین البخاری
ومسلم وان مثلهما غیرهما فی التنزیه لاشتراکهما
فی المعنی کحدیث ابن عباس ما بین نوح وآدم
من الآباء کانوا مسلمین او علی الاسلام وکحدیث
علی وابن عباس ما خلت الارض من بعد
نوح الخ وغیرهما من الاحادیث المصرحة باسلام
الآباء انتهی وایضاً ذکر السیوطی فی سبیل الرابع
دلیلاً حیث قال ثم قد وجدت له ادلة قویة ما بین عام
وخاص فالعام مرکب من مقدمتین احدهما حدیث
البخاری وثانیهما الحدیثان اللذان علی شرط الشیخین

محمد صلعم سے اور بنی ہاشم سے کسی قبیلہ کو افضل نہ پایا اور ابن عساکر نے
ابی ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ہرگز کبھی
بدکار عورت نے پیدا نہیں کیا جب سے کہ میں پشت آدم سے نکلا اور سب
امتیں ایک دوسرے سے جھگڑتی رہیں یہانتک کہ میں بہتر
قبائل عرب ہاشم و زہرہ سے ظاہر ہوا جیسا کہ خصائص الکبریٰ
میں ہے انتہے پس حضرت آدم سے اپنے والدین تک جس
طبقہ میں آپ تشریف لائے ہر طبقہ کی افضلیت و بزرگی
یہ حدیثیں شاہد ہیں تو وہ سب مسلمان تھے چنانچہ مسلمہ ہے
کہ یہ امر بغیر اونکے اسلام کے ثابت نہیں ہو سکتا اور منجملہ
اِن حدیثوں کے دو حدیثیں صحیح بخاری و مسلم کی ہیں اور
ویسی ہی اور بھی تنزیہ میں ہیں جو اونکے معنوں میں مشترک ہونے کے
جیسے ابن عباس کی حدیث کہ درمیان آدم و نوح سب آبا
مسلمان تھے یا اسلام پر تھے یا جیسے علی و ابن عباس کی
حدیث کہ ما خلت الارض الخ وغیرہ جو اسلام
آبا کی تصریح کرتی ہیں انتہے سیوطی نے سبیل رابع میں ایک
دلیل اور بھی یہ ذکر کی ہے کہ اور میں نے اوسکے لیے قوی
دلیلیں مابین عام و خاص پائی ہیں پس عام دو مقدموں سے
مرکب ہیں ایک حدیث بخاری اور دوسری
اون دو حدیثوں سے جو بر شرط شیخین ہیں

وحصل النتيجة منها ان كل السلسلة العالية
على التوحيد انتهى ملخصاً فهذه النتيجة ايضاً
لحقت الاية بيانا بمقتضى القاعدة الاصولية التي
تقدمت فثبت ان هذه السلسلة مسلمة مرحومة
لان كل السلسلة ثبت من وبالوالدين احسانا
بحيث الاستغراق واسلامهما ثبت من وقل
رب ارحمهما فان قيل كيف يتوجه اليه هذه الخطابات
مع ان ابويه وقت نزولها كانا ميتين فلم يبلغا عنده
الكبر ولم يتحقق التربية عنهما فلا يصدق فيه
فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة - اقول لو كان
كذلك لزم ان كل من كان ابواه ميتين لا يتوجه
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما والدعاء بالرحمة
لهما من الاحسان فلو لم يتوجه هذه الخطابات
الى من مات ابواه لاجل ان من الاحسان طلب الرحمة
لهما وليس فليس فيتحقق ان هذه الخطابات عامة
يتعلق لكل ما يليق به فقوله ان لا تعبدوا الا
اياه يتعلق بالمومن والكافر وان مات ابواه اولا
بالوالدين وطلب الرحمة لهما يتعلق بالمومنين

نتیجہ اوس سے یہ حاصل ہوا کہ پورا سلسلہ عالیہ توحید پر تھا انتہی تو یہ نتیجہ
بھی بیان آیت میں اوس قاعدہ اصولیہ کے مقتضی ہی جو بیان ہو چکا
لاحق ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ مسلمہ مرحومہ ہے کیونکہ پورا سلسلہ
بحیثیت استغراق وبالوالدین احسانا سے اور اونکا
اسلام وقل رب ارحمهما سے ثابت ہوا اگر یہ کہا
جاوے کہ یہ خطابات آپکی طرف کیسے منسوب ہونگی وراں حالیکہ
آپکے والدین نزول آیت کے قبل وفات پا چکے تھے
اور بوڑہے نہیں ہوے تھے اور نہ تربیت اونسے ثابت
ہوتی تہی تو اونمیں آیۃ فلا تقل لهما الخ صادق نہ آویگی
مین کہتا ہون کہ اگر ایسا ہوتا لازم آتا کہ جسکے ماں باپ
مرجاتے اوسکو وبالوالدین الخ پر توجہ نہ دلائی جاتی
حالانکہ دعاے رحمت اونکے لیے احسان ہے اگر
یہ خطابات اوسکی طرف نہ متوجہ ہوتے جسکے ماں باپ
مرگئے تو وہ اون سے احسان نہ کرتا جو اون کے لیے
طلب رحمت ہے اور جب یہ نہیں تو وہ نہیں لہذا ثابت
ہوا کہ یہ خطابات عام ہین اور ہر شخص سے جو اسکے لائق ہو
متعلق لہذا ارشاد ان لا تعبدوا الخ مومن وکافر سے
متعلق ہے اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہون اور
احسان بالوالدین وطلب رحمت مومنین سے متعلق

وان مات ابواهم مالم يمنع منه كفرهما
ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما واخفض لهما جناح
الذل يتعلق بمن ابواه حيان انتهى۔

الفصل الثالث

واذا علمت هذا
فنقول ما فى الفقه الاكبر ان والدا صلعم ماتا
على الكفر فمدسوس على الامام ويدل عليه
ان النسخ المعتمدة ليس فيها شئ من ذلك
وقال ابن حجر المكى فى فتاواه والموجود فيها
ذلك لابى حنيفة محمد ابن يوسف البخارى لا لابى
حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفى وعلى تسليم ان
الامام قال فمعناه انهما ماتا فى زمن الكفر
وهذا لا يقتضى اتصافهما به۔ قلت ليس العجب
من الالحاق فان الاشتراك فى الكنى ثابت كما
فى القاموس ابو حنيفة كنية عشرين من الفقهاء
اشهرهم امام الفقهاء النعمان رضى الله عنه
فيمكن ان يلحق احد منهم بمثل الالحاق كما
لحق اكثر المسائل وطعنوا المخالفين فى الامام
الباع ومن اشتراك الكنية وقعوا فى
الشك فخبطوا الخبط ونسبوا المسئلة

اگرچہ اونکے ماں باپ مر چکے ہوں جبتک اوس سے
مانع اونکا کفر نہ ہو اور لا تقل لهما الخ اوس شخص سے
متعلق جسکے ماں باپ زندہ ہوں۔

تیسری فصل

جب تمکو یہ معلوم ہوگیا تو اب
ہم کہتے ہیں کہ فقہ اکبر میں جو یہ ہے کہ والدین آنحضرت صلعم
کفر پر مرے تو یہ امام پر مدسوس ہے اس دلیل سے
کہ تمہارے معتمد میں یہ کچھ نہیں ہے ابن حجر مکی اپنے
فتاوے میں لکھتے ہیں کہ یہ ابی حنیفہ محمد ابن یوسف
بخاری کا قول ہے نہ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا
اور اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ یہ امام کا قول ہے
تو اوسکے معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ کفر میں مرے اور یہ اونکے
کافر ہونے کا مقتضی نہیں انتہی میرے نزدیک کچھ تعجب
نہیں اگر یہ قول ملا دیا گیا ہو کیونکہ کنیت میں اشتراک
ثابت ہے چنانچہ قاموس میں ہے کہ ابو حنیفہ بیس
فقہا کی کنیت ہے سب میں زیادہ مشہور امام الفقہا
نعمان رضی اللہ عنہ کی تو ممکن ہے کہ اون میں سے
کسی نے ایسے ہی ملا دیا ہو جیسے کہ اکثر مسائل ملا دیے
ہیں اور مخالفین نے امام پر بھی طعن کیا ہو اور کنیت مشترک
ہونیکی وجہ سے شک میں پڑ گئے اور خبط میں پڑکر وہ مسئلہ جو خبط

الی الامام الاعظم وفی الواقع لیس من
الامام کما نصوا علیہ الاعلام۔ واقول ایضًا
لا یمکن ان یکون ھذا القول لابی حنیفۃ
رضی اللہ عنہ فانہ تقدم اقسامًا من الحدیث
علی القیاس وان کان ضعیفًا بل تقدم اقوال
الصحابۃ علی رائہ کما ذکرہ الشیخ عبد الحق
فی فتح المنان انہ رضی اللہ عنہ لقدم اقسامًا
من حدیث علی القیاس ویعمل بالحدیث
وان کان ضعیفًا کحدیث القہقہۃ والتوضی
بالنبیذ مع ما فیہما من الضعف والالتباس
وجوز نسخ الکتاب بالمشہور من الحدیث
الماثور والعمل بالمراسیل من غیر توقف وتاویل
ولا یعمل بالقیاس الا ما کانت علۃ موثرۃ
لا بقیاس شبہ وطرد فانہا متروکۃ عندہ
غیر مقبول کما حقق فی کتب الاصول وھو
یوجب تقلید الصحابۃ ویخص اقوالہم بالصحۃ
والاصابۃ وقال الامام الحجۃ عبد اللہ بن
مبارک سمعت ابا حنیفۃ یقول ما جاء
عن رسول اللہ صلعم من الاحادیث فبالراس

ڈالدیا اور مسئلہ کو امام اعظم کی طرف منسوب کردیا ہے
حالانکہ واقعی امام کا قول نہین جیسا کہ بزرگون نے
خبر دی میرے نزدیک بہی ممکن نہین کہ یہ امام صاحب کا
قول ہو کیونکہ اونہون نے بہت سی اقسام حدیث کو
اگرچہ ضعیف ہون قیاس پر مقدم کیا بلکہ اقوال صحابہ کو
اپنی رائے پر ترجیح دی جیسا کہ شیخ عبد الحق نے فتح المنان
مین ذکر کیا کہ امام صاحب اقسام حدیث کو قیاس
مقدم کرتے تہے اور حدیث پر اگرچہ ضعیف ہو عمل
کرتے تہے جیسے قہقہہ یا نبیذ سے وضو کرنیکی حدیثین
حالانکہ یہ ضعیف و مشکوک ہین اور آیۃ کے حدیث ماثور
مشہور سے منسوخ ہونے اور احادیث مرسل پر
عمل کرنے کو بلا توقف و تاویل جائز رکھتے تہے اور
قیاس پر عمل نہ کیا جائے گا جب تک علت موثرہ
نہ ہو بقیاس شبہ و طرد وہ اون کے نزدیک متروک
و غیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
اور امام صاحب تقلید صحابہ کو واجب اور اونکے
اقوال کو خصوصًا صحیح و درست جانتے ہین امام الحجہ عبد اللہ
بن مبارک نے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے سنا
کہ جو حدیثین رسول اللہ صلعم سے آوین وہ ہماری سر

والعين وماجاء من الصحابة من الآثار
فكذلك نختار بلا شك وريب لكن اذا جاء
من التابعين فنحن وهم سواء ونزاحمهم
فى البحث وكنا للحق طالبين ونقل عن الشيخ
فضيل بن عياض انه قال قال ابوحنيفة اذا
جاء حديث اتبعه وان جاء عن الصحابة
وقد ماء التابعين ايضاً اتبعهم واقتدى والا
اجتهد وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهرى
ان اصحاب ابا حنيفة كلهم متفقون على
ان الحديث وان كان ضعيفاً اقدم واولى
من الاجتهاد انتهى وفى خيرات الحسان
قال ابن حزم جميع الحنفية متفقون على
ان مذهب ابى حنيفة ان ضعيف الحديث عنده
اولى من الراى فتامل هذا الاعتبار بالاحاديث
عظم جلالتها وموقعها عنده ومن ثم قدم العمل
بالاحاديث المرسلة على العمل بالراى انتهى۔
فى مقدمة ابن الصلاح وشرح الفية الحديث
قال ابوعبيد الله بن منده عنه اى عن ابى داود
يخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد فى الباب

انکھون پر اور جو حدیثین صحابہ سے آوین تو اونکو بھی بلا شک
ہم اختیار کرتے ہین لیکن جب تابعین سے آوین گی
تو وہ اور ہم برابر ہین ہم اونسے بحث کرکے طالب حق
ہونگے اور شیخ فضیل بن عیاض فرماتے تہے کہ ابو حنیفہ کا
قول ہے کہ جب حدیث آئیگی تو ہم اوسکی متابعت
کرینگے اور اگر صحابہ وقدیم تابعین سے ہوگی تو بھی
اوسکی متابعت کرینگے ورنہ اجتہاد کرین گے اور حافظ
محمد بن حزم ظاہری نے کہا کہ اصحاب ابی حنیفہ اس پر
متفق ہین کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو وہ اجتہاد سے
مقدم وبہتر ہے انتہی ۔ اور خیرات الحسان مین ہے
کہ ابن حزم نے کہا کہ کل حنفیہ اسپر متفق ہین کہ ابو حنیفہ رح
کے نزدیک حدیث ضعیف راے سے بہتر ہے تو
دیکھو کہ امام صاحب حدیث کا کسقدر اعتبار وتعظیم
کرتے تہے اور اسی لیے اونہون نے احادیث مرسل کے
عمل کو عمل بالراے پر مقدم کیا انتہی ۔ اور مقدمہ ابن
صلاح وشرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ ابو عبید اللہ
بن مندہ نے اونسے یعنی ابی داود سے روایت کرکے
کہا کہ وہ اسناد ضعیف کو بھی جب اوس باب مین
سوا اوسکے کچھہ نہین ہوتا تو روایت کرتے ہین اور وہ

غیره وانه اقوى عنده من اراء الرجال واختلف
العلماء في الاحتجاج بالمرسل فمذهب مالك بن
انس وابي حنيفة النعمان بن ثابت الاحتجاج
به انتهى وقال النووي في مقدمة شرح صحيح مسلم
مذهب مالك واحمد وابي حنيفة واكثر
الفقهاء انه يحتج به وفي تدريب الراوي شرح
تقريب النواوي وفتح المغيث شرح الفية الحديث
وللامام احمد ضعيف الحديث احب اليه من
راي الرجال لانه لا يعدل الى القياس الا بعد
عدم النص فثبت ان القول باسلامهما بل
باسلام كل اباء الكرام هو بعينه مذهب الامام
القائل بعدم اسلامهما عملا بالوصية فان
قيل كيف غفل الامام عن هذه الاية وقال
ما قال وهو من اكبر المجتهدين . اقول
على التقدير لتسليم هذا القول عنه لعل لم
يبلغه الاحاديث الناسخة للاية المبينة
لعمومها واجمالها ولنسخ ما نسخ منها
والتفسير ما اجمل من الاحكام لان الاحاديث
انما دونت في الصحابة والتابعين

اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے قوی ہے اور
علما نے حدیث مرسل سے حجت لانے مین اختلاف
کیا ہے امام مالک بن انس وابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
نزدیک تو اوس سے حجت لینا چاہیے نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم مین لکھا کہ مالک واحمد وابی حنیفہ واکثر
فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے حجت لانا چاہیے
اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی وفتح المغیث
شرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ امام احمد کے نزدیک
حدیث ضعیف آدمیون کی راے سے بہتر ہے اسلیے
کہ وہ جبتک نص ہو قیاس کی طرف نہین چلتے لہذا
ثابت ہوا کہ اسلام ابوین بلکہ کل آباء کرام کا قائل ہونا
بھی بعینہ اوس امام کا مذہب ہے جو اونکے
عدم اسلام کا قائل ہے عملا بالوصیۃ اب اگر یہ کہا جاے
کہ امام اس آیۃ سے غافل ہو کر کیسے یہ کہہ بیٹھے
حالانکہ وہ سب سے بڑے مجتہد تھے تو مین کہونگا کہ اگر
یہ مان لیا جاے کہ یہ قول اونکا ہے تو شاید اونکو
وہ حدیثین نہین پہونچین جو آیۃ مذکورہ کے عام او
مجمل ہونے پر شاہد ہین اور اون مین سے بعض منسوخ
اور مختلف لتفسیر الاحکام ہین اسلیے کہ حدیثین صحابہ وتابعین

المتفرقين فى اقطار البلاد ولم تزل تجتمع شيئاً
فشيئاً لما روى عن الامام مالك رضى الله عنه
لما قال له هارون الرشيد انى عزمت ان احمل
الناس على الموطاء كما حمل عثمان الناس على
القرآن فقال لا سبيل الى ذلك لان اصحاب
رسول الله افترقوا بعده فى الامصار فحدثوا
فعند اهل كل مصر علم وروى عن غير مالك
نحو ما هنالك على ان الخطاء غير مستحيل على المجتهد
كما هو مشهور ان المجتهد يخطى ويصيب وعلى
تقدير ثبوت ان هذه المسئلة قالها الامام
يمكن انه رجع عن هذا القول كما رجع عن اقوال
الاخر وذلك مقتضى الاجتهاد وهو ماجور
فى ذلك ولم يذكرها فى رسالة وصية فى مرضه
ولا ذكرها الامام الطحاوى فى العقيدة التى
ترجمها ببيان اعتقاد ابى حنيفة وابى يوسف
ومحمد بن الحسن وكذلك نسخ الفقه الاكبر
مختلفة فهذه العبارة توجد فى البعض
ووالدا محمد صلعم ماتا على الايمان وفى
بعضها ليس فهذا قرائن تقوى احتمال

متفرق تھین جو مختلف شہرون مین متفرق تھے اور شیئاً
کچھہ نہ کچھہ جمع ہوئین چنانچہ امام مالکؒ سے جب
ہارون رشید نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو
موطاء پر متفق کرون جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے
لوگون کو قرآن پر متفق کیا تو امام مالک نے کہا
کہ ایسا نہین ہوسکتا کیونکہ صحابہ رسول اللہ صلعم
اونکے بعد شہرون مین متفرق ہوگئے اور حدیثین
بیان کین تو ہر شہری کے پاس ایک علم ہے اور
غیر مالک سے ایسا ہی کچھہ مروی ہے علاوہ اسکے
مجتہد سے خطا دشوار نہین مجتہد کا خطا و صواب کرنا
مشہور ہے اور اگر یہ مان لیا جاسے کہ یہ امام کا قول ہی
تو ممکن ہے کہ اونہون نے اس قول سے بہی اور
قولون کی طرح رجوع کی ہو اور یہ مقتضاے اجتہاد ہے
جس مین وہ ماجور ہین اور اس کو اپنے رسالہ وصیت مین
جو بحالت مرض لکہا تہا نہ ذکر کیا اور نہ امام طحاوی نے
کتاب مسمے بہ عقیدہ مین ذکر کیا ہے جو بیان عقائد
ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسن مین ہے اسی طرح
نسخہ ہای فقہ اکبر مختلف ہین یہ عبارت بعض مین تو پائی جاتی
ہی کہ والدین آنحضرت ایمان پر مرے اور بعض مین نہین تو یہ قرینے

ان هذه العبارة ليست من نسخة الامام
بل لعلها ادخلت -

الفصل الرابع وما قال ملا علي القاري

في شرح فقه الاكبر عند قول الامام الاعظم
ووالدا رسول الله صلعم ماتا على الكفر هذا
ردّ على من قال انهما ماتا على الايمان او
على الكفر ثم احياهما الله فماتا على الايقان
وقد افردت لهذه المسئلة رسالة مستقلة
ودفعت ما ذكره السيوطي في رسائله الثلاثة
في تقوية هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة
من الكتاب والسنة والقياس واجماع الامة ومن
غريب ما وقع في هذه القضية انكار بعض الجهال
من الحنفية على ما في بسط هذا الكلام بل اشار
الى انه غير لائق بمقام الامام وهذا بعينه كما قال
الضال جهم بن صفوان وددت ان احك من المصحف
قوله تعالى ثم استوى على العرش واشارة الضال
الاخر وهو احمد بن ابي داؤد القاضي الى الخليفة المأمون
ان يكتب على ستر الكعبة ليس كمثله شيء وهو العزيز الحكيم
وقول الرافضي الاكبر انه بريء من المصحف الذي [illegible]

اس احتمال کو قوی کرتے ہیں کہ یہ عبارت امام کے
نسخہ کی نہیں ہے بلکہ شاید داخل کردی گئی ہے۔

چوتھی فصل

ملا علی قاری نے جو شرح فقہ اکبر میں
امام اعظم کے اس قول پر کہ آنحضرت صلعم کے والدین
کفر پر مرے۔ کہا کہ یہ اوسپر رد ہے جو اسکا قائل ہے
کہ وہ ایمان یا کفر پر مرے پھر اونکو اللہ نے زندہ کیا
اور وہ ایقان پر مرے اور میں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے جسمیں سیوطی کے وہ اقوال جو اونہوں نے
اسکی تقویت میں ذکر کیے ہیں دلائل جامعہ مجتمعہ کتاب
وسنت وقیاس واجماع امت سے دفع کیے ہیں اور
اس قضیہ میں جو عجیب بات واقع ہوئی وہ یہ ہے
کہ بعض جاہل حنفیہ اس کے منکر ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں
کہ یہ امام کے لائق نہیں یہ بعینہ ویسے ہے جیسے
جہم بن صفوان گمراہ نے کہا کہ میں قرآن شریف سے
ثم استوى على العرش کو مٹا دینا پسند
کرتا ہوں یا دوسرے گمراہ احمد بن ابی داؤد قاضی
کا خلیفہ مامون رشید سے اشارہ کہ پردۂ کعبہ پر
لیس کمثلہ الخ لکھا جائے یا رافضی اکبر کا قول
کہ میں اوس قرآن سے بیزار ہوں جس میں صفت

الصدیق الاکبر انتہی کلامہ وایضاً فی شرحہ
علی المشکوۃ عند ہذا الحدیث وعن ابی ہریرۃ
قال زار النبی قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال
استاذنت ربی ان استغفر لہا فلم یؤذن لی و
استاذنتہ ان ازور قبرہا فاذن لی واغرب
ابن حجر حیث قال ولعل حکمۃ عدم الاذن فی
الاستغفار لہا اتمام النعمۃ علیہ باحیائہا لہ
بعد ذلک علی ان تصیر من اکابر المومنین او
الامہال علی احیائہا لتومن بہ فتستحق الاستغفار
الکامل حینئذ انتہی وفیہ ان قبل الایمان
لا یستحق الاستغفار مطلقاً ثم الجمہور علی
ان والدیہ ماتا علی الکفر وہذا الحدیث
اصح ما ورد فی حقہما واما قول ابن حجر وحدیث
احیائہما حتی امنا بہ ثم توفیا حدیث صحیح
وممن صححہ الامام القرطبی والحافظ ابن ناصر الدین
فعلی تقدیر الصحۃ لا یصلح ان تکون معارضاً
لحدیث مسلم مع ان الحفاظ طعنوا فیہ ومنعوا
جوازہ ایضاً بان ایمان الیاس غیر مقبول
اجماعاً کما یدل علیہ الکتاب والسنۃ وبان الایمان

صدیق اکبر ہو کلام اونکا ختم ہوا۔ اور ایسا ہی کہا اونکی شرح
مشکوۃ مین بہی ہے اس حدیث کے متعلق (ابی ہریرۃ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت
کی پہر روئے اور جو آپکے ساتہ تہے اونکو رولایا پہر فرمایا کہ مین نے خدا سے
اونکے لیے مغفرت چاہی تو مجہکو اجازت نہ دیگئی پہر زیارت قبر کی اجازت
مانگی جو دیگئی) مگر اور نہایت عجیب ابن حجر کا یہ قول ہے کہ شاید
آنحضرت صلعم کو استغفار کی اجازت نہ دینے مین حکمت یہ ہو کہ
آپ پر اون دونون کی زندہ کردینے کی وجہ سے اتمام نعمت ہوا کہ
وہ اکابر مومنین سے ہو جائین یا اسلیے توقف کیا جائے کہ وہ زندہ
ہو کر ایمان لائین اور استغفار کامل کے مستحق ہون اور یہ اسلیے کہ قبل
ایمان استغفار کا مطلقاً مستحق نہین ہوتا ہے پہر اس بات پر جمہور
متفق ہین کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے اور یہ حدیث
اون حدیثون سے جو اونکے حق مین وارد ہوئین زائد صحیح ہے
اب ابن حجر کا یہ قول کہ اونکے زندہ ہو کر ایمان لانے پہر وفات
پانیکی حدیث صحیح ہے اور اسکے صحیح ماننے والون مین سے
امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین ہین اگر صحیح بہی ہو تو
حدیث مسلم کے معارض نہین ہو سکتی باوجودیکہ
حفاظ نے تاویل کی ہے اور ناجائز بہی قرار دیا کیونکہ
ایمان یاس اجماعاً مقبول نہین جیسے کتاب وسنت دال ہین اور ایمان

المطلوب من المکلف انما هو الایمان الغیبی
وقد قال تعالی ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه
وهذا الحدیث الصحیح صریح ایضا فی رد ما اثبته
بعضهم بانهما کانا من اهل الفترة ولا عذاب
علیهم مع اختلاف فی المسئلة انتهی اقول
غلو علی القاری فی هذه المسئلة شطط فانه
مع ان ذلک اهانة صریحة لرسول الله ﷺ
وسوء ادب فی جنابه لما رجح الحافظ السیوطی
اقوال القائلین باسلامهما بالدلائل فمع ما
ذکره من الخلاف لم یبق لدعویه الاجماع محل
واما قوله بالکتاب والسنة فحاله ان منهما
ما هو ضعیف لا یقوم به الحجة ومنهما ما هو
ماول ومحمول علی خلاف ظاهره ومنهما ما هو
منسوخ فما بقی فیهما احتجاج کما حققت بعضها
ههنا ودریت بتحقیقها فی رسائل السیوطی
ومن طالبها فلیراجع الیها وقوله بالقیاس
فلا ادری ما المراد منه غیر ان لبعض ما ورد
فی بعض اهل الفترة وقد تحقق فی موضعه
ان اهل الفترة مختلف فیهم والجمهور علی نجاتهم

مطلوب من المکلف ایمان غیبی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ولو ردوا الخ اور یہ حدیث صحیح اس امر کی صریح رد مین ہے
جسکو بعض نے ثابت کیا کہ وہ اہل فترت سے تھے اور
اہل فترت پر عذاب نہین مع اختلاف مسئلہ انتہی۔
مین کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین علی قاری کا غلو برا ہی کیونکہ
اس مین رسول اللہ صلعم کی صریحی اہانت اور اونکے
حضور مین بے ادبی ہے جب حافظ سیوطی نے اقوال
قائلین اسلام کو بدلائل ترجیح دی تو باوجود ذکر خلاف کے
بھی اون کے دعوے اجماع کے لیے محل باقی نہین رہا
اب علی قاری کا یہ قول کہ بالکتاب والسنۃ
تو اس کا حال یہ ہے کہ اون مین سے بعض ضعیف ہین
جنسے حجت قائم نہین ہو سکتی اور بعض ماول اور خلاف
ظاہر پر محمول اور بعض منسوخ ہین تو اوس سے احتجاج
باقی نہین جن مین سے بعض کی تحقیق مین نے رسائل سیوطی
سے کی جو اوس کا طالب ہو وہ اوس مین دیکھے۔
اب علی قاری کا یہ کہنا کہ بالقیاس تو مین یہ نہین
جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے بجز اس کے کہ بعض بعض
اہل فترت کے نسبت وارد ہوئین اور یہ بات مقرر
ہو چکی کہ اہل فترت کی بارہ مین بھی اختلاف ہے جمہور اونکی نجات کے ہین

وبعضهم على انهم يمتحنون في الآخرة مع ان
هذين الوالدين تقرر وتحرر انهما من اهل الفطرة
لا الفترة فبطل القياس وزال الالتباس ومما
اغرب غرابة على القاري في كلام ابن حجر انه
لم يحق له ان ابن الحجر في نظره كرامة النبي صلعم
واقتضى حسن ظنه بشان ابويه توجيهه وجهها
كاد وجيها واما قوله قبل الايمان لا يستحق
الاستغفار فليس له حاصل اذا اهل الفترة
عند الجمهور ناجون وكونهم اهل الفترة لا يمنع
الاستغفار لهم بل هم اليه احوج من غيرهم
كما اشار اليه ابن حجر لقوله في حق امه عليه السلام
ودعوى الجمهور على موت ابويهما على الكفر انقيا
كدعاويه السابقة لان هذه المسئلة راجعة
الى مسئلة اهل الفترة قال التفتازاني في التلويح
اذا بلغ في شاهق الجبل ولم تبلغه الدعوة
فمات ولم يسلم كان معذورا عند عامة المشائخ
انتهى وقال ابن حجر والذي عليه اكثر اهل السنة
والجماعة انه لا يجب توحيد ولا غيره الا بعد
ارسال الرسل وفي مكان آخر قال ما عليه

اور بعض اسکے قائل ہین کہ اونکا امتحان آخرت مین ہوگا
علاوہ اسکے ان والدین کی نسبت ثابت ہوچکا اور لکھا
جاچکا کہ وہ اہل فطرت سے ہین نہ فترت سے لہذا قیاس باطل
وشبہ زائل ہوگیا اور نہایت عجیب بات وہ ہے جو علی قاری نے
کلام ابن حجر کے متعلق لکہی شاید وہ یہ نہین جانتے کہ
ابن حجر کی نظر آنحضرت صلعم کی کرامت پر تہی جو شان
ابوین مین حسن ظن کی مقتضی ہوئی تو ایسی توجیہ کی جو تقریبًا
وجیہ ہوگئی اور علی قاری کا یہ قول کہ ایمان کے قبل
استغفار کا استحقاق نہین فضول ہے اس لیے کہ
جمہور کے نزدیک اہل فترت ناجی ہین اور یہ اون کے
حق مین استغفار کو مانع نہین بلکہ وہ دوسرون کی نسبت
استغفار کے زیادہ محتاج ہین جسکی طرف ابن حجر نے اپنے
قول سے آنحضرت صلعم کی والدہ کے حق مین اشارہ کیا کہ جمہور کا
دعوے موت ابوین بحالت کفر پچھلے دعوون کی طرح ہے
کیونکہ یہ مسئلہ اہل فترت کے مسئلہ کی طرف راجع ہے تفتازانی نے
تلویح مین کہا کہ اگر کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر مر گیا اور اوسے
دعوت نہ پہونچی اور نہ اسلام لایا تو عام مشائخ کی نزدیک وہ معذور ہے
انتہی اور ابن حجر نے کہا کہ اکثر اہل سنت وجماعت کے نزدیک توحید
یا اور احکام جبتک رسول نہ بہیجے جائین واجب نہین اور دوسری جگہ کہا

الاشاعرة من اهل الكلام والاصول والشافعية
من الفقهاء ان اهل الفترة لا يعذبون انتهى
وكذا في المواهب قال الشعراني في اليواقيت
والجواهر اعلم يا اخي ان المراد باهل السنة والجماعة
في عرف الناس اليوم هو الشيخ الاشعري ومن
سبقه بالزمان كالشيخ ابي المنصور الماتريدي
وقد كان الماتريدي اماما عظيما في السنة
كالشيخ الاشعري ولكن لما غلب اصحاب الاشعري
على اصحاب الماتريدي كان الماتريدي اقل شهرة
فان اتباع الماتريدي ماوراء نهر سيحون
واما اتباع الاشعري فهم منتشرون في اكثر
بلاد الاسلام كخراسان والعراق والشام ومصر
وغيرها من البلاد ولذلك صار الناس
يقولون فلان عقيدة اشعرية وليس مرادهم
نفي صحة عقيدة غير الاشعري مطلقا كما
اشار ذلك في شرح المقاصد انتهى قال اليافعي
في ذكر مناقب الاشعري فلما كثرت تواليفه
ونصر مذهب اهل السنة وبسطت تعلقت بها
اهل السنة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية

کہ اشاعرہ اہل کلام و اصول و فقہاء شافعیہ
کے نزدیک اہل فترت پر عذاب نہین ہوگا انتہی
کمافی المواہب۔ امام شعرانی یواقیت والجواہر مین
لکھتے ہین کہ آجکل عام طور پر اہل سنت وجماعت سے
شیخ اشعری مراد ہین اور وہ جو اون سے پہلے ہین
جیسے شیخ ابی منصور ماتریدی اور یہ شیخ اشعری کی طرح
اہل سنت کے بڑے امام تھے لیکن جب اصحاب
اشعری اصحاب ماتریدی سے بڑھ گئے تو ماتریدی کی
شہرت کم ہوگئی کیونکہ تابعین ماتریدی ماوراء نہر
سیحون ہین اور تابعین اشعری اکثر بلاد اسلام
خراسان وعراق وشام ومصر مین پھیلے ہوی
ہین اسی لیے لوگ کہنے لگے کہ فلان اشعری عقیدہ
کا ہے جس سے اون کا مطلب غیر اشعری کے
عقیدہ کی نفی صحت مطلقاً نہین جیسا کہ شرح
مقاصد مین ہے انتہی۔ امام یافعی نے ذکر مناقب
اشعری مین لکھا ہے کہ جب اون کی تالیفات
بہت ہو گئین اور مذہب اہل سنت مدد پاکر پھیلا
تو اون تالیفات سے بیشتر مالکیہ وشافعیہ
واکثر حنفیہ وابستہ ہوے اب اہل سنت

فاهل السنة بالمغرب والمشرق بلسانه يتكلمون
وبحجته يحتجون انتهى وكذا البيهقي في اثناء كلامه
في الثناء على الاشعري قال وكثرت الاصحاب
من الحنفية والمالكية والشافعية الى آخره
فهذه العبارات تنادي باعلاء النداء ان اكثر
اهل السنة هم الاشاعرة من المالكية والشافعية
واكثر الحنفية ولم يخرج الا قليل من الحنفية وهم
اهل ما وراء النهر فاذا كان نجاة اهل الفترة
مذهب الاشاعرة وهم من ذكر قبل فلا يصح
قوله ثم الجمهور على خلاف ذلك فليس الا عدم
التامل في ما هنالك بل قال الشيخ ابن
الهمام في عقيدة المسائرة ما حاصله ان
الحنفية ايضاً اختلفوا في من يبلغه الدعوة
ومات ولم يؤمن فعند ابي المنصور الماتريدي
واكثر المشائخ انه يخلدون في النار كمذهب
المعتزلة وعند ائمة البخاري من الحنفية
انه ليس من اهل النار كمذهب الاشاعرة
انتهى ولا شك انهم اقل والحنفية منتشرون
في اكثر بلاد الاسلام وحينئذ يتعين ان يقال

مغرب و مشرق میں انہیں کے کلام و دلیل کو پیش
کرتے ہیں انتہی اسی طرح بیہقی نے اثناے کلام
اشعری کی تعریف میں کہا کہ اور بہت ہو گئے
اصحاب حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ میں سے الی آخرہ
تو یہ عبارتیں بلند آواز سے پکارتی ہیں کہ بیشتر اہل سنت
اشاعرہ مالکیہ و شافعیہ و اکثر حنفیہ ہیں اور خارج
کمتر حنفیہ ہیں جو اہل ماوراء النہر ہیں تو جب مذہب
اشاعرہ نجات اہل فترت ہوا اور اشاعرہ وہ ہیں
جنکا ذکر ہو چکا تو علی قاری کا یہ قول صحیح نہیں ہے
کہ ثم الجمہور الخ لہذا یہ قول محض سرسری ہے
بلکہ شیخ ابن ہمام نے عقیدہ مسائرہ میں کہا جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ حنفیہ نے بھی اون لوگوں کے متعلق جو قبل
تبلیغ دعوت بلا ایمان مرجائیں اختلاف کیا ہے
ابی منصور ماتریدی اور اکثر مشائخ کے نزدیک
تو وہ دوزخی ہیں مثل مذہب معتزلہ کے اور ائمہ
بخاری حنفیہ کے نزدیک مثل مذہب اشاعرہ کے
وہ دوزخی نہیں ہیں انتہی اور بیشک وہ کم ہیں اور
حنفیہ اکثر اسلامی شہروں میں پھیلے ہوے
ہیں اور اس وقت یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ

القول بان اهل الفترة ناجون هو مذهب
جمهور الحنفية فضلاً عن من سواهم من سائر
المذاهب واما قول علی القاری ومنعوا جواز
ایضاً بان ایمان الیاس غیر مقبول اجماعاً فاجاب
ابن حجر بان کون الایمان لا ینفع بعد الموت
محله فی غیر الخصوصیة والکرامة انتهی واما
ما قال هذا الحدیث صریح فی رد ما تثبت به
بعضهم فینبغی ان اقول لا رد فیه لذلک التثبیت
فانه لیس فیه الا عدم الاذن فی الاستغفار
وهذا لا یقتضی عدم کونهما من اهل الفترة
لانه یمکن ان الاستغفار کان لامر خاص انتهی
خاتمه - فی عنوان البصائر شرح اشباہ
والنظائر اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی
الرسول صلعم هل ماتا علی الکفر ام لا فذهب
الی الاول جمع منهم صاحب التیسیر وذهب
الی الثانی جماعة منهم متمسکین باحادیث دالة علی
طهارة نسبه الشریف من دنس الشرک وشین
الکفر ولفر من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من
النار منهم الامام القرطبی فانه قال ان الله

اہل فترت کا ناجی ہونا جمہور حنفیہ کا مذہب ہی باقی
مذاہب چھوڑکر۔ اب علی قاری کا یہ قول کہ اس کے
جواز کو بھی منع کیا ہے اسلیے کہ ایمان یاس اجماعاً
مقبول نہیں ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ
ایمان بعد موت کے نافع نہ ہونے کا محل خصوصیت
وکرامت کے ماسوا ہے انتہے۔ اور یہ جو علی قاری نے
کہا کہ یہ صریح حدیث اوس چیز کے رد میں ہے جو
بعض لوگ ثابت کرتے ہین تو مین کہہ سکتا ہون کہ
اس ثبوت کی رد اسمین نہیں ہے کیونکہ اوسمین بجز
عدم اجازت استغفار کے اور کچھہ نہیں جو اونکی اہل فترت سے
نہ ہونے کا مقتضی نہیں کیونکہ ممکن ہی کہ امر خاص کے لیے استغفار ہو انتہے
خاتمہ - عنوان البصائر شرح اشباہ والنظائر
مین ہے کہ سلف نے والدین انحضرت صلعم کے متعلق
اختلاف کیا ہی کہ کیا وہ کفر پر مرے یا نہیں بہت لوگ تو
امر اول کیطرف گئی ہین اونہیں مین صاحب تیسیر ہین اور بعضے
امر ثانی کی طرف اور وہ اون احادیث سی متمسک ہین جو نسب
شریف کی کثافت شرک وکفر سی طاہر ہونے پر دلالت کرتی ہین
اور جماعت اول سی چند لوگ جو اونکی دوزخ سی نجات پانیکے
قائل ہین اونہیں مین امام قرطبی ہین جو کہتی ہین کہ اللہ نے

احیاھما اللہ علیہ السلام وامنا بہ فان قلت الیس الحدیث الذی ورد فی احیائھما موضوعًا قلت زعمہ بعض الناس الا ان الصواب انہ ضعیف لا موضوع ولقد احسن الحافظ ناصر الدین بن الدمشقی حیث قال ؎

حبی اللہ النبی مزید فضل	علی فضل وکان بہ رؤفا
فاحیی امہ وکذا اباہ	لایمان بہ فضلاً لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر	وان کان الحدیث بہ ضعیفا

نص علی کون الحدیث ضعیفا لا موضوعًا۔

فائدۃ مھمۃ۔ قال الخفاجی فی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض قال النووی فی الاذکار ذکر الفقہاء والمحدثون انہ یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعًا واما الاحکام کالحلال والحرام والمعاملات فلا یعمل الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیء من ذلک کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراھۃ بعض البیوع او الانکحۃ فان المستحب ان یتنزہ عن ذلک ولکن لا یجب وقال محمد بن علان البکری فی شرح الاذکار قال الزرکشی

اونکو آنحضرت صلعم کے لیے زندہ کردیا اور وہ آپ پر ایمان لاے۔ اگر تم یہ کہو کہ حدیث احیا۔ کیا موضوع نہین ہے تو مین کہونگا کہ اگرچہ بعض نے اوسکو موضوع جانا ہی مگر حقیقتًا وہ ضعیف ہے موضوع نہین حافظ ناصر الدین دمشقی نے خوب کہا کہ ؎ اللہ نے نبی کی زیادہ بزرگی ثابت کی اور وہ اونپر بہت مہربان تہا تو اون کی ماں اسی طرح باپ کو فضل لطیف سے اونپر ایمان لانیکی لیے زندہ کیا لہذا مان لو کیونکہ قدیم اسپر قادر ہے اگرچہ اسکے متعلق حدیث ضعیف ہو یہ اسکی دلیل ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ موضوع۔

فائدہ مہمہ۔ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض مین کہا کہ اذکار امام نووی مین ہے کہ فقہاء محدثین کی نزدیک فضائل و ترغیب و ترہیب مین عمل بحدیث ضعیف اگر وہ موضوع نہ ہو تو جائز و مستحب ہے لیکن احکام حلال و حرام و معاملات مین بجز حدیث صحیح یا حسن کے عمل جائز نہین مگر جب کسی چیز سے احتیاط کے متعلق ہو چنانچہ جب حدیث ضعیف بعض بیعون یا نکاح کے مکروہ ہونے کے متعلق وارد ہو تو اوس سے احتراز مستحب ہے واجب نہین اور محمد بن علان بکری نے شرح اذکار مین کہا کہ زرکشی نے کہا

نقل الامام في الجزء الذي جمعه في اباحة القيام
الاتفاق فقال اجمع اهل الحديث وغيرهم
على العمل في الفضائل ونحوها مما ليس فيه حكم
ولا شيء من العقائد وصفات الله تعالى بالحديث
الضعيف وفي فضائل الاعمال انتهى وذكر في شرح
الالفية انه يجوز العمل بالضعيف اذا روي من طرق
مفردات الضعيف لانه يقوي بعضها بعضا فتصير
حسنا ويحتج به ويجوز العمل بالضعيف مع
شاهد القوي دون الموضوع مع الشاهد
لان الضعيف اصل في السنة وهو غير مقطوع
بكذبه ولا اصل للموضوع فشاهده كالبناء
على الماء انتهى والضعيف هو ما لم يجمع فيه
شروط الصحيح والحسن وتتفاوت درجاته في
الضعف بحسب بعده من شروط الصحيح والحسن
ويجوز عند العلماء التساهل في اسانيد الضعيف
وروايته والعمل به دون الموضوع من غير بيان
ضعفه في المواعظ والقصص وفضائل الاعمال
وسائر فنون الترغيب والترهيب لا في صفات
الله تعالى واحكام الحلال والحرام وسائر ما له

كه مصنف نے اوس جزو مين جسكو اوسنے اباحت قيام
اتفاق مين جمع كيا نقل كيا ہے كه اہل حديث اس امر پر
متفق ہين كه فضائل وغيره مين حديث ضعيف پر عمل او
درست ہے كه جسمين تعلق باحكام وعقائد وصفات آلہی نہون
انتہی اور شرح الفيه مين ہے كه حديث ضعيف پر اوسوقت
عمل كيا جائيگا جب كه كئی طريقون سے مروی ہو اور اوسكے
مفردات ضعيف ہون كيونكه وه بعض بعض كو قوی كرديتے ہين
تو حديث حسن ہو جاتی ہے اور اوس سے حجت لائی جا سكتی ہے
اور حديث ضعيف پر عمل جائز كيا شاہد قوی كے ہوتے نه كه حديث
موضوع پر باوجود شاہد كيونكه احاديث مين ضعيف كی اوسكے
اصليت ہی اور كذب بے شاہد سے اسكی اصليت نہين جا سكتی
اور حديث موضوع كی اصليت ہی نہين اوسكا شاہد مانند
نقش بر آب ہے انتہی اور ضعيف وه حديث ہے جسمين شرائط صحيح وحسن جمع
نہون جسقدر درجات اوسكے ضعف مين مختلف ہونگے اوسی قدر
شروط صحيح سے اوسكا بعد ہوگا اور علما كے نزديك اسانيد ضعيف
اور راويون كی روايت وعمل مين تساہل جائز ہے نه كه موضوع مين
بلا اوسكے ضعف كے نصيحتون اور قصون اور فضائل اعمال
وباقی فنون ترغيب وترہيب مين نه الله تعالىٰ كے
صفات وحلال وحرام كے احكام وباقی مسائل متعلقه

تعلق بالعقائد والاحکام انتهى وفي منهج الوصول
الى الاحاديث الرسول في الخلاصة وغيرها
ان عند العلماء والمحدثين التساهل في اسانيد
الضعيف جائز لا في الموضوع بدون بيان ضعفه
في المواعظ والقصص وفضائل الاعمال لا في
صفات ذي الجلال واحكام الحرام والحلال
انتهى قلت هذه لزيادة الاهتمام بشان الصفات
والاحکام قال ابن الصلاح وممن يرخص في
رواية الضعيف فيما ذكرناه يعني الترغيب
والترهيب انتهى وقال علي بن مبارك شاه
والذي اظنه صوابا ان الاحكام الخمسة لا يثبت
شيء منها الا بالحديث الصحيح او الحسن ويجوز
رواية الضعيف في فضل ما ثبت منها صرح
بذلك ابن الصلاح وايضا نقل ابن الصلاح
عن حافظ ابن منده عن محمد ابن سعدان
العمل بحديث الموضوع غير جائز وبحديث
الضعيف في الاحكام ايضا جائز ان كان للاحتياط
في شيء وقال من مذهب النسائي تخريج الحديث
عن الذي تركه ليس مجمع عليه وفي الخلاصة

عقائد واحکام میں انتہی اور منہج الوصول الی احادیث
الرسول میں ہے کہ خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ علماء محدثین
کے نزدیک حدیث ضعیف سے سند لینے میں تساہل جائز ہے
نہ موضوع میں بلا اوسکے بیان ضعف کے مواعظ و قصص
و فضائل اعمال میں نہ کہ صفات حق اور حرام وحلال کے
احکام میں انتہی میرے نزدیک یہ اسلیے ہے کہ شان صفات
و احکام کے لیے زیادہ اہتمام درکار ہے ابن صلاح نے کہا
کہ اور جن میں روایت ضعیف کی اجازت دیجاتی وہ ترغیب
و ترہیب ہے انتہی۔ اور علی بن مبارک شاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک صواب یہ ہے کہ احکام پنجگانہ میں کوئی چیز بجز
حدیث حسن یا صحیح کے ثابت نہیں ہوسکتی اور روایت
ضعیف اون فضائل میں جو اون سے ثابت ہیں
جائز ہے اسکی تصریح ابن صلاح نے کی نیز ابن
صلاح نے حافظ ابن منده سے اونھوں نے
محمد بن سعد سے نقل کیا کہ عمل بحدیث موضوع
جائز نہیں اور حدیث ضعیف احکام میں جائز ہے
اگر کسی چیز میں احتیاط کے لیے ہو اور کہا کہ
تخریج حدیث اوس چیز سے جس کا ترک متفق
علیہ نہیں مذہب نسائی ہے اور خلاصہ

وابوداود ایضاً اخذ بما اخذ النسائی ویخرج الضعیف اذا لم یجد فی ذلک الباب غیره لان الحدیث الضعیف عنده اقوی من رای الرجال

وفی تدریب الراوی یعمل بالضعیف فی الاحکام اذا کان فیه احتیاط والله اعلم وقال الحافظ ابن سید الناس فی السیرة روی ان عبد الله ابن عبد المطلب وامنة بنت وهب ابوی النبی صلعم اسلما وان الله احیاهما له فامنا به وروی ذلک ایضاً فی حق جده عبد المطلب ثم قال وهو مخالف لما اخرجه احمد عن ابی رزین العقیلی قال قلت یا رسول الله این امی فقال امک فی النار قلت فاین من مضی من اهلک قال اما ترضی ان تکون امک مع امی ـ قلت هذا ایضاً غیر مضر لنا کما یرجی به لفظ ترضی وعلی العاقل لا یخفی ثم قال فی السیرة وذکر بعض اهل العلم فی الجمع ما حاصله ان من الجائز ان تکون هذه الدرجة حصلت له علیه السلام بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء والایمان بعد اخراجه [illegible]

وابوداود مین بہی ماخذ نسائی سے اخذ کیا ہے اور تخریج حدیث ضعیف کی جائیگی جبکہ اوس باب مین بجز اوس کے کوئی اور حدیث نہ ہو اسلیے کہ ضعیف اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے بہتر ہے اور تدریب الراوی مین ہے کہ احکام مین حدیث ضعیف پر عمل کیا جائیگا جب اوسمین احتیاط ہو واللہ اعلم ـ حافظ ابن سید الناس نے سیرت مین کہا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب و آمنہ بنت وہب آنحضرت صلعم کے والدین اسلام لاے اور اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور ایسا ہی آپکے دادا عبد المطلب کے حق مین بہی مروی ہے پہر کہا کہ وہ اوس حدیث کے مخالف ہے جسکو احمد نے ابی رزین عقیلی سے روایت کیا کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ میری ماں کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ مین مین نے کہا کہ اور آپکے اگلے بزرگ فرمایا کہ کیا تم اپنی ماں کے میری ماں کے ساتھ ہونے پر راضی نہین مین کہتا ہون کہ یہ بہی ہمارے مضر نہین جیسا لفظ ترضی سے امید کیجاتی ہے جو عقلمند پر مخفی نہین پہر سیرة مین کہا کہ بعض اہل علم نے جمع مین ذکر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہرا یہ درجہ بعد کو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہو پہلے نہ ہو اور احیاء و ایمان اس سے متاخر ہو تو کوئی معارض نہین

انتہی ملخصاً وسئل القاضی ابوبکر ابن العربی
احد الائمة المالکیة عن رجل قال ان ابا
النبی صلعم فی النار فاجاب بانه ملعون لان الله
تعالی یقول ان الذین یؤذون الله ورسوله
لعنهم الله فی الدنیا والاخرة قال ولا اذی اعظم
من ان یقال عن ابیه انه فی النار قال السہیلی
فی روض الانف ولیس لنا ان نقول ذلك فی
ابویه صلعم لقوله لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات
والله تعالی یقول ان الذین یؤذون الآیة وقد امرنا
ان نمسك اللسان اذا ذکر اصحابه بشیء یرجع
ذلك الی العیب والنقص فیهم فالاولی ان نمسك
ونکف عن ابویه واذا تقرر هذا فحق المسلم ان
یمسك لسانه عما یخل لشرف نسبه بوجه من
الوجوه ولا خفاء فی ان اثبات الشرك فی ابویه
اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال الشیخ
عبد الوهاب الشعرانی المصری فی کتابه الیواقیت
والجواهر فی عقائد الاکابر اعلم انه ینبغی لکل
مومن بر اجداده وآبائه المسلمین وعز آبائه
من اکابر الاولیاء من ادم الی ابیه الاقرب انتہی

انتہی ملخصاً - قاضی ابو بکر ابن العربی سے جو ائمہ مالکیہ مین سے
تہے ایک مرد کی نسبت سوال کیا گیا جو یہ کہتا تہا کہ والدین
نبی صلعم دوزخ مین ہین تو جواب دیا کہ وہ ملعون ہی کیونکہ اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اونپر
اللہ نے دنیا و آخرت مین لعنت کی اور اس سے بڑہکر کوئی
اذیت نہین ہوسکتی کہ اونکے والد کو دوزخی کہا جاے امام سہیلی نے
روض الانف مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق
ہمکو یہ کہنا جائز نہین کیونکہ آپنے فرمایا ہی کہ زندونکو بسبب مردون کے
اذیت نہ دو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو
اذیت دیتے ہین الخ بلکہ جب آپکی صحابہ کا ذکر اسطرح کیا جاے جس سے
عیب و نقص لازم آتا ہو تو ہمکو اپنی زبان روکنے کا حکم دیا گیا ہی لہذا
بہتر یہ ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق بہی اپنی زبان بند
رکہین لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان ایسی باتون سے جس سے آپکے شرف
نسب مین کسی طرح کا بہی خلل پڑے روکنا چاہیے اور اسمین شک نہین
آنحضرت صلعم کے والدین کا شرک ثابت کرنا آپکی شرف نسب مین
خلل اندازی ہی شیخ عبد الوہاب شعرانی مصری نے اپنی کتاب
یواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین لکہا کہ ہر مسلمان کو
آنحضرت صلعم کے اجداد و آبا مسلمین و اکابر اولیاء
[illegible] انتہی

واما وجوب الكف عن الخوض في حكم ابوي النبي
في الاخرة فالشيخ جلال الدين السيوطي في هذه
المسئلة ست مؤلفات وقد طالعتها كلها فانها
ترجع الى ان الادب مع رسول الله صلعم واجب
وان من اذاه فقد اذى الله تعالى وقال الله
تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة ولهم عذاب عظيم وفي القرآن
العظيم وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا ومن
طالع فيما نقله اهل السير من كلام عبد المطلب
لما اراد نحر عبد الله في قصة حفر بئر زمزم شهد له
بالتوحيد وصاحب التوحيد سعيد باي وجه كان
توحيده قال الجلال السيوطي وقد ورد في الحديث
ان الله احيا ابويه صلعم حتى امنا به وعلى ذلك
جماعة من الحفاظ منهم الخطيب البغدادي وابو القاسم
ابن عساكر وابو حفص ابن شاهين السهيلي و
القرطبي ومحب الطبري وابن المنير وابن سيد الناس
والصفدي وابن ناصر الدين الدمشقي وغيرهم
رضي الله عنهم اجمعين قال المحب الطبري والله
تعالى قادر على ان يحيي ابويه صلعم حتى يؤمنا به

اور آنحضرت صلعم کے والدین سے متعلق جو کچھ آخرت مین ہوگا
اوسمین غور و فکر نہ کرنیکی بابت شیخ جلال الدین سیوطی کی چھ تصانیف
ہین مین نے سب کا مطالعہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت
صلعم کے ساتھ ادب واجب ہے اور جس نے آنحضرت کو ایذا
دی اوس نے اللہ کو ایذا دی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ
اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ دنیا و آخرت مین اون پر لعنت کرتا ہے
اور اونکے لیے بڑا عذاب ہے - اور قرآن عظیم مین ہے کہ ہم اون
لوگون پر عذاب نہین کرتے جبتک رسول نہین بھیج لیتے
اور جس نے اہل سیر کا وہ کلام جو اونہون نے عبد المطلب سے
دربارہ ارادہ ذبح عبد اللہ اور چاہ زمزم کھودنے کی نقل کیا ہے
دیکھا ہے اونکی بابت وہ توحید کی شہادت دیگا اور
صاحب توحید ہر حال مین سعید ہے جلال الدین سیوطی نے
کہا کہ حدیث مین ہے کہ اللہ نے آپکے والدین کو زندہ کیا
اور وہ آپ پر ایمان لاے اور اسی پر ایک جماعت حفاظ ہے
جنمین خطیب بغدادی و ابو القاسم ابن عساکر و ابو حفص ابن
شاہین سہیلی و قرطبی و محب الدین طبری و ابن منیر و ابن
سید الناس و صفدی و ابن ناصر الدین دمشقی و غیرہم ہین
محب طبری نے کہا کہ اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ اوسنے
والدین آنحضرت صلعم کو زندہ کر دیا ہو اور وہ با ایمان مر گئے ہون

ثم يموتا ويكون ذلك مما اكرم الله تعالى به سيد
الاولين والاخرين وقال القرطبي ليس احياؤهما
وايمانهما به صلعم بممتنع لا عقلا ولا شرعا فقد ورد
في القرآن احياء قتيل بني اسرائيل حتى اخبر
بقاتله انتهى وكان ابو بكر ابن العربي المالكي الفقيه
المحدث يقول ما اعتدى احد اشد اذى لرسول
الله صلعم ممن يقول ان ابوي رسول الله صلعم
في النار وفي حديث مسلم لا تؤذوا الاحياء بسبب
الاموات فحرم جزما ان يقال ان ابوي النبي صلعم
في النار انتهى قال الجلال السيوطي تغمده الله
مصر قد صرح جماعات كثيرة بان ابوي النبي صلعم
لم تبلغهما الدعوة والله يقول وما كنا معذبين
حتى نبعث رسولا وحكم من لم تبلغه الدعوة
انه يموت ناجيا ولا يعذب ويدخل الجنة قال
وهو مذهبنا لا اختلاف فيه بين المحققين
من ائمتنا الشافعية في الفقه والاشاعرة
في الاصول ونص على ذلك الامام الشافعي
وتبعه على ذلك الاصحاب قال الحافظ السيوطي
ومما توضح لك انهما لم تبلغهما الدعوة انهما

اور اسی بات سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بزرگی دی اور قرطبی نے
کہا کہ اونکا زندہ ہو کر آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نہ عقلاً ممنوع ہے
نہ شرعاً کیونکہ قرآن میں قتیل بنی اسرائیل کا جسنے اپنے قاتل کو
بتایا زندہ ہونا وارد ہے انتہی۔ اور فقیہ محدث ابوبکر ابن
عربی مالکی کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کو
اذیت دینے والا اوس سے بڑھکر کوئی نہیں جو یہ کہے کہ
رسول اللہ صلعم کے والدین دوزخ میں ہیں مسلم کی حدیث
میں ہے کہ زندوں کو مردوں کی وجہ سے اذیت نہ دو
تو یہ کہنا قطعی حرام ہے کہ والدین آنحضرت صلعم دوزخ میں
ہیں انتہی۔ [illegible] جلال الدین سیوطی نے کہا
کہ جماعات کثیرہ نے اس کی تصریح کی کہ آنحضرت صلعم
کے والدین کو دعوت نہیں پہونچی اور اللہ فرماتا ہے
کہ ہم عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیج لیں
اور جس کو دعوت نہ پہونچی اوس کا حکم یہ ہے کہ وہ
ناجی غیر معذب ہے جنتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے
اور اس میں درمیان محققین ائمہ فقہاء شافعیہ و اشاعرہ
اختلاف نہیں ہے اور اس پر امام شافعی دلیل لائے
اور اونکی متابعت اصحاب نے کی حافظ سیوطی نے کہا
کہ اون کو دعوت نہ پہونچنا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے

ما اتا في حداثة سن رسول الله صلعم وصححه العلائي
وغيره ان والد رسول الله صلعم عاش من العمر
ثمان عشرة سنة والدته ماتت في حدود
العشرين ومثل هذا العمر لا يسع التفحص على
المطلوب في التوحيد مع القول بان الله تعالى
لم يحييهما حتى امنا به مع ان ذلك الزمان
الذى كانا فيه كان زمانا قد عم فيه الجهل والفترة
انتهى ونقل ابو جعفر ابن حبيب في تاريخه عن
ابن عباس ان عدنان ومعد وربيعة بن
خذيمة واسد كانوا على ملة ابراهيم فلا تذكروهم
الا بخير وروى الزبير بن بكار مرفوعا لا تسبوا مضر
ولا ربيعة فانهما كانا مسلمين قلت ولهذا الاثر
شاهد عند ابن حبيب عن مرسل سعيد بن
المسيب فافهم واغتنم ثم رايت في رسالة الشيخ
عبد الحليم عبارة تناسب هذا المقام فاحببت
ادخالها قال فحق المسلم واللائق بحاله ان تكون
له غيرة في هذا النسب ان تمسك لسانه عما
يخل لشرف نسب نبينا بوجه من الوجوه ويحفظ
لسانه عن شئ يؤدي الى العيب والنقص فيه

کہ وہ رسول اللہ صلعم کی صغرسنی مین مرے اور اسکی
تصحیح علائی وغیرہ نے کی کہ رسول اللہ صلعم کے والد کی
اٹھارہ ۱۸ اور والدہ کی بیس ۲۰ برس کی عمر ہوئی اور ایسی عمر
تلاش مطلوب معاملۂ توحید کے لیے کافی نہین اس قول کے
کہ اللہ تعالیٰ نے اونکو زندہ نہین کیا اور وہ آپ پر
ایمان نہین لائے باوجود اسکے کہ وہ اوس زمانہ مین تھے
جس مین جہل وفترۃ عام تھی انتہیٰ - اور ابو جعفر ابن
حبیب نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا
کہ عدنان ومعد وربیعہ بن خذیمہ واسد ملت ابراہیم پر
تھے لہذا اونکو بخیر یاد کرنا چاہیے اور زبیر بن بکار نے
مرفوعاً روایت کی کہ مضر وربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ
وہ مسلمان تھے مین کہتا ہون کہ ابن حبیب کے
پاس اسی کے شاہد سعید بن المسیب کی بھی ایک
حدیث مرسل ہے پھر مین نے رسالہ شیخ عبد الحلیم مین
ایک عبارت مناسب مقام دیکھی لہذا لکھتا ہون
کہا ہے مسلمان کو اس نسب مین غیرت ہونا
چاہیے اور اپنی زبان ایسی بات سے جس سے
آنحضرت صلعم کے شرف نسب مین کسی طرح کا
خلل ہو یا منجر بنقص وعیب ہو روکنا چاہیے

لان مرتبته ارفع ولا خفاء فی ان اثبات الشرک فی
ابویه اخلال ظاهر بشرف نسبه الطاهر وقال
بعض المحققین انه لا ینبغی ذکر هذه المسئلة مع
مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جهلها
او یسئل عنها فی القبر او فی الموقف فحفظ اللسان
عن التکلم فیها الا بخیر اولی واسلم ولنعم ما افاده
الشیخ الدهلوی فی شرح العربی للمشکوة فی باب
زیارة القبور عند حدیث ابی هریرة قوله فلم یوذن
لی فقیل فیه نزل ما کان للنبی الآیه هذا علی
طریقة المتقدمین واما المتاخرون فقد اثبتوا
اسلام والدیه بل جمیع ابائه وامهاته الی ادم
ولهم فی الاثبات ثلث طرق اما انهما کانا علی دین ابراهیم
او انهما لم تبلغ لهما الدعوة لکونهما فی زمان الفترة
وماتا قبل زمان نبوته صلعم او انهما احیاهما الله
علی یدیه صلعم فامنا به وحدیث الاحیاء وان کان
فی حد ذاته ضعیفا لکنه صححه بعضهم لبلوغ درجة
الصحة لتعدد طرقه وهذا العلم کانه کان مستورا
عن المتقدمین فکشفه الله علی المتاخرین والله یختص
برحمته من یشاء بما یشاء من فضله وقد صنف الشیخ

کیونکہ آپکا مرتبہ اعلی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ آپکے والدین کو مشرک
کہنا انکے شرف نسب طاہر مین نظاہر خلل ڈالنا ہے اور بعض محققین کے
نزدیک تو اس مسئلہ کا ذکر ہی بسبب مزید ادب بہتر نہین اور
نہ مسئلہ ہی ایسا ہے جسکا جہل مضر ہو یا قبر مین سوال کیا جاے
یا حشر مین باز پرس ہو تو اس مسئلہ مین بجز اچہائی کے کچہ نہ بولنا ہی
بہتر ہے شیخ دہلوی نے شرح عربی مشکوۃ باب زیارۃ القبور مین
حدیث ابی ہریرہ مین کیا خوب افادہ کیا ہے کہ قولہ
فلم یوذن لی کہا گیا کہ اسی مین آیۃ ما کان للنبی
اوتری یہ بر طریقہ متقدمین ہے لیکن متاخرین نے والدین
بلکہ کل آباء و امہات آنحضرت صلعم کا آدم تک اسلام
ثابت کیا ہے اور اثبات مین اون کے لیے تین
طریقے ہین یا یہ کہ وہ دونون دین ابراہیمی پر تہے یا اونکو دعوت
نہین پہونچی کیونکہ وہ زمانہ فترت مین تہے اور آنحضرت صلعم کے
زمانہ نبوت سے قبل وفات پاچکے تہے یا اللہ نے اونکو
آنحضرت صلعم کے ہاتہ پر زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور حدیث
احیا اگرچہ ضعیف ہے لیکن بعض نے اوسکو صحیح مانا ہے کیونکہ
وہ بوجہ اپنی تعدد طرق کے درجۂ صحت تک پہونچ گئی ہے
اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تہا جسکو اللہ نے متاخرین
پر کہولا اور اللہ جسکو جب چاہتا ہے اپنی فضل و رحمت سے خاص کرتا ہے

جلال الدين السيوطي في هذا الباب رسائل وبيّنه
بدلائل كثيرة واجاب عن شبهة المخالفين ولو نقلنا
لطال الكلام فلينظر ثمه وبالغ فيه حتى انه لا يكاد
ينقل مذهب المخالفين صريحا لكراهة ان يجري
لسانه بذلك الا بطريق الكناية جزاه الله خيرا
وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار حكي ان بعض
الفضلاء حكت عنه الكآبة في الوالدين واختلافات
في حديث احيائهما وهو ... في صحيح ومن
مصحح وهل يمكن الجمع بين الاقاويل ام لا فاستمرت الافكار
حتى مال السراج فلما كانت صبيحة تلك الليلة اتاه رجل
من الجند ليسأله ان يضيفه فتوجه الى بيته فمر في
اثناء الطريق على رجل خضري قد جلس بباب خزانة
تحت حانوت بها موازينه وباقي آلات البيع فقام
هذا الرجل حتى اخذ بعنان دابة الشيخ وقال له شعرا

امنت ان ابا النبي وامه	احياهما الحي القدير الباري
حتى لقد شهدا له برسالة	صدق فتلك كرامة المختار
وبه الحديث ومن يقول بضعفه	فهو الضعيف عن الحقيقة عاري

ثم قال خذها ايها الشيخ ولا تسهر ولا تتعب نفسك
متفكرا حتى غرق السراج ولكن امض الى المحل الذي انت

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب میں کئی رسالے تصنیف کیے ہیں
اور اونمیں بہت سے دلائل بیان کرکے مخالفین کے شبہ کا جواب
دیا ہے جسکی نقل میں طوالت ہے اونمیں یہانتک لکھا ہے کہ مذہب
مخالفین بھی بعینہ اس کراہت سے کہ وہ زبان پر بکنایتا جاری
ہو صریحا نقل نہ کرنا چاہیے اللہ اونکو جزائے خیر دے طحطاوی کے
حاشیہ در مختار میں ہے کہ بعض فضلا کی حکایت ہے کہ وہ آنحضرت کے
والدین آنحضرت صلعم کے متعلق متفکر ہو کر بیٹھا سے زندگی اونکی اور انکے
ایمان کے متعلق اختلاف کیا ہے تو کون صحیح ہے اور کون غیر
اور صحیح ہے ان اقوال کیسے ہو سکتی ہے اسی فکر میں سو رہے جب صبح
ہوئی تو ایک سپاہی انکے پاس آیا اور انہیں دعوت کیا وہ
انکے گھر چلے راستہ میں ایک خضری شخص پر گذر ہے جو گیہوں کے
ڈھیر پر بیٹھا تھا اور اوسکے پاس آلات بیع و اوزان تھے اوس نے
کھڑے ہو کر شیخ کی سواری روک لی اور یہ شعر پڑھے کہ میرا ایمان
ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کو خدا نے زندہ کیا اور انہوں نے
آنحضرت صلعم کی سچی رسالت کی شہادت دی پس آنحضرت
کی یہ کرامت ہے اور اسکے متعلق حدیث ہے جو اسکو ضعیف کہے
وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے پھر کہا یا شیخ اس کو
سمجھ لے اور راتوں کو نہ جاگ اور متفکر ہو کر اتنا نہ بیٹھ
کہ چراغ گل ہو جاسے اور جہاں جا رہا تھا وہاں جا

فاصدہ لتاکل منه لقمة حراما فبهت الشيخ لذلك
وطلب الرجل فلم يجده فاستخبر عنه جيرانه انه من
اهل السوق فلم يعرفه منهم احد واخبروا بانه لا عهد
لهم برجل يجلس بهذا المحل اصلا ثم ان الشيخ رجع الى
منزله ولم يحضر الى دار الجنيد لما سمعه من مقالة هذا الاوستاد انتهى

محاکمه ۔ بالجملة هذه المسئلة ليست من الاعتقاديات
ولاحظ للقلب فيها واما اللسان فحقها الامساك عما يلزم
منه النقصان خصوصا الى وهم العامة لانهم لا يقدرون
على دفعه مداركه كذا في الطحطاوي قلت اني لم ادع
ايضا ان المسئلة اجماعية بل هي اختلافية غير اني اخترت
اقوال القائلين بالنجات لانها انسب بمقام المحبة وهي عين
الايمان والايقان ثبتني الله المنان والحمد لله القوي فقد
تبين الرشد من الغي والحمد لله رب العالمين وسلام
على المرسلين ۔ اللهم تقبل هذه الرسالة من عبدك الكئيب
الملوم احقر افراد البشر علی المدعو بالانور ابن
مولای ذی السلسلة الرفيعة العلية القلندرية
العلوية ابينا ومولانا شاه علی اکبر قلندر ابن
مولانا شاه حيدر علی قلندر واجعلها
خالصة لوجهك الكريم مخلصة لاقبال حضرت النبي الرؤف الرحيم

اور لقمہ حرام کھاوہ حیران ہوگئے اور اوسکو بلایا مگر وہ
نہ ملا تو اوسکے پڑوسی نے کہا کہ وہ بازاری ہے مگر اوسکو
کسی نے نہ پہچانا اور سب نے یہی کہا کہ کسی سے اوس سے
یہاں بیٹھنے کا قرار نہ تہا پہر شیخ اوسکی گفتگو سنکر اپنے گہر
واپس آئے اور جنیدی کے گہر نہیں گئے انتہی ۔

محاکمہ ۔ بالجملہ یہ مسئلہ اعتقادیات سے نہیں ہے اور نہ قلب کو اوسمیں
نہیں کوئی فائدہ ہے زبان کو ایسی باتوں سے جس سے نقصان
پیدا ہو خصوصا وہم عام کی طرف روکنا چاہیے کیونکہ عام لوگ
اوسکی دفع پر قادر نہیں جیسا کہ طحطاوی میں ہے میں کہتا ہوں
کہ میں بہی یہ دعوی نہیں کرتا کہ اجماعی مسئلہ ہے بلکہ اختلافی ہے
سوا اسکے کہ میں نے قائلین نجات کے اقوال اختیار کیے جو مقام محبت کے
زائد مناسب ہے اور محبت عین ایمان و یقین ہے خدا مجکو اوسپر
ثابت رکہے اور خدا کا شکر ہے کہ راستہ وہی گمراہی سے جدا ہوگیا
اور خدا پروردگار عالم کے لیے حمد اور رسولوں کے لیے سلام ہے

الہی اس رسالہ کو بندۂ غمگین و رنجور احقر افراد البشر علی انور
ابن صاحب سلسلہ رفیعہ علیہ قلندریہ علویہ ابی و مولائی شاہ
علی اکبر قلندر ابن مولانا شاہ حیدر علی قلندر سے
خاص اپنی ذات کریم اور مخصوص اقبال حضرت نبی
رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبول فرما فقط

سوال[1]- آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط کہ نور محمدی نور الٰہی سے پیدا ہے اور کل چیزیں نور محمدی سے موجود ہوئی ہیں اور لفظ کل اور نور کی تشریح اور کیفیت پیدایش نور مطلوب ہے نیز اگر لفظ بحق فلان نبی و ولی کہہ کر دعا مانگیں تو جائز ہے یا نہیں

جواب سوال اول- یہ عقیدہ صحیح ہے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ کے مقصد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق نے بسند صحیح متصل جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا قلت یا رسول اللہ

بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقہ اللہ تعالی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ

خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ یعنی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے بتائیے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ نے کون چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا- اور کل سب کا پیدا ہونا نور نبوی سے اسکو خود صاحب روضۃ الاحباب مقصد اول کتاب میں یوں لکھتے ہیں کہ پیش[2] از شروع در ابواب این مقصد مقدمہ ذکر کردہ میشود در بیان ابتدای آفرینش و آنکہ اول مخلوق نور نبوت آنحضرت بود و سائر مکنونات ازان نور موجود اند انتہی- اور پھر وہی مقدمہ میں ہے کہ در کیفیت[3] نور محمدی صلعم روایات متنوعہ وارد شدہ و حاصل مجموع آنہا واللہ اعلم باین معنی راجع میشود کہ خداوند تعالی چندین ہزار سال پیش از آفرینش آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس و سائر مخلوقات نور نبوت آنحضرت را

---

[1] یہ سوالات بطور استفتا مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے بذریعہ مولوی حاجی فریدالدین خان صاحب محدث کاکوروی پرہنی ریاست حیدرآباد دکن سے بھیجے تھے ۱۲ [2] اس مقصد کے ابواب شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہے جو ابتدائے آفرینش کے بیان میں ہے نیز یہ کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نور نبوی صلعم تھا اور باقی سب چیزیں اوس سے پیدا ہوئیں ۱۲ [3] کیفیت نور محمدی صلعم میں مختلف روایتیں آئی ہیں حاصل سب کا یہ ہے کہ خداوند تعالے نے آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس وغیرہ پیدا کرنے سے چند ہزار سال قبل نور نبوی صلعم پیدا کیا اور فضائے عالم میں سیر دینا اوسے نصیب فرماتا رہا کبھی سجدہ کا حکم دیتا تھا اور کبھی تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھتا تھا اور اوسکے ٹھہراؤ کے لیے پردہ بنایا تھا اور ہر پردہ میں مدت دراز تک اوسکو رکھا اور وہ نور ایک خاص تسبیح سے اوسکو یاد کرتا تھا پھر جب پردوں سے باہر نکلا تو سانس لینا شروع کیا اوس سے انبیاء و اولیاء و صدیقین و شہداء و مومنین و ملائکہ کی روحیں پیدا کیں اور اوسکی کئی قسمیں کیں اور اون سے عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارے و دریا و ہوا و پہاڑ پیدا کیے اور آسمان و زمین کو پھیلایا اور اون میں سے ہر ایک کے سات طبقے کیے اور ہر طبقہ کو بہت سی مخلوقات کا مسکن مقرر کیا اور راہیں ان کو ظاہر کیا ۱۲

آفریده و در فضای عالم قدس آن نور را تربیت میفرمود که بسجود ش امر میکرد و گاہے بتسبیح و تقدیس مشغول میداشت
و بهیبت مستقر آن نور حجابها خلق فرمود و در ہر حجابے مدتے مدید او را نگاہ میداشت و آن نور تسبیح خاص حضرت
حق را یاد میفرمود بعد از آن که از ان حجب بیرون آمد نفسها برآورد و از انفاس متبرکه او ارواح انبیا و اولیا و صدیقان
و شہدا و سائر مومنان و ملائکہ بیافرید و آن را چند قسم ساخت و از ان اقسام عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ
و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و کواکب و بحار و ریاح و جبال موجود گردانید بعد از ان
آسمان و زمین را منبسط ساخت و ہر یکے را از انہا ہفت طبقه کرد و ہر طبقه را بجہت مسکن جمعے از مخلوقات مقرر
فرمود و روز و شب را پدید آورد - اور جبکه اصل تمام اشیا - نور محمدی ہے پس حامل جملہ کمالات بھی نور محمدی ہوگا
کیونکہ اشیا مین ذات و صفات و کمالات سب داخل ہین سه تو اصل وجود آمدی از نخست * دیگر ہر چه
موجود شد فرع تست - اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو نبی الانبیا و خاتم النبیین کہتے ہین کہ نبوت جملہ انبیا کی
نبوت محمد صلعم سے مستفاد ہے اور سلسلہ نبوت آپکی ذات تک پہونچکر ختم ہو گیا شرف الدین بوصیری قصیدہ
بردہ مین فرماتے ہین سه وکلھم من رسول اللہ ملتمس * غرفا من البحر او رشفا من الدیم[۱] *
وکل آی اتی الرسل الکرام بہا * فانما اتصلت من نوره بہم - اور کنہ نور محمدی اور خلق و ظہور اوسکا
نور الٰہی سے مجہول الکیفیت ہے کہ شرع شریف اوسکے بیان سے ساکت ہے اور عقل جزوی اوسکے ادراک سے عاجز اور
زیادہ غور کرنے سے سلسلہ اس بحث کا مسئلہ وحدت وجود تک پہونچتا ہے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا پس تعبیر اوسکی
سوا اسکے نہین ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور محمدی پھر نور محمدی سے تمام عالم پیدا کیا انتہیٰ اور تفسیر حسینی مین
آیہ کریمہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین[۲] کی تفسیر مین لکہا ہے کہ بحر الحقائق[۳] مین ہے کہ حضرت کا
اسم مبارک نور اسلیے ہے کہ حق تعالےٰ نے پہلی جو چیز عدم سے ظہور مین لایا وہ آپ ہی کا نور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری

---

[۱] اور سب رسول اللہ سے ملتمس ہین خواہ دریا سے چلو بھر پانی ہو یا حوض کا پانی اور جس دلیل کو پیغمبران بزرگ لاے وہ آنحضرت صلعم کی
کی نور سے اونکو ملی ۱۲ [۲] البتہ تمہارے پاس اللہ سے نور و کتاب مبین آئی ۱۲ [۳] پہلی جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ۱۲

پھر عالم کو اوس نور کے ظہور کے لیے موجود کیا ۵ انچہ اول شد پدید از جیب غیب بُد بود نور جہان او بے ہیچ ریب۔ انتہےٰ اور نور کے معنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ شریف مین فرماتے ہین
ب۱ کہ نور در عرف عام بمعنی روشنی است و نور در اسم اللہ تعالیٰ بمعنی منور است وے تعالیٰ روشن گرداننده آسمانہا بکواکب و سیارات و روشن گرداننده زمین باولیا و انبیا و علما و مومنین و مومنات و بساتین و ریاحین و روشن گرداننده دلہای مومنان و عارفان است بنور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق نور علی نور
ب۲ یهدی اللہ لنوره من یشاء و نزد خواص نور عبارت است از چیزے کہ ظاہر تر بر خود بود و ظاہر کننده غیر خود را و چون مقابلہ کرده شود وجود را بالعدم پس وجود را ظہور باشد و عدم را اخفا و ہیچ چیز تاریک تر از عدم و بیرون آرنده باشد ماہیات را از ظلمت عدم سزاوار تر است از غیر خود کہ نامیده شود او را نور و وجود او نور یست کہ فایض است بجملہ اشیا و وجود ہمہ از نور ذات اوست انتہےٰ بقدر الضرورت اور تحقیق معنی نور کے جو بیچ
ب۳ تفسیر آیۂ کریمہ اللہ نور السموات والارض مین کی گئی اوسکو حضرت امام غزالی نے اپنے رسالۂ مشکوۃ الانوار مین بالتفصیل بیان فرمایا ہے اوس کو دیکھنا چاہیے اور کل معنی سب کے ہے۔

جواب سوال دوم دعا کرنا اس عبارت سے جائز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ
ب۴ مین کہتا ہون کہ یہی آیا ہے کہ اللہم انی اسئلک بحق السائلین علیک و بحق ممشای الیک پس حق سے مراد حرمت ہے یا وہ حق جسکا وعدہ حق تعالےٰ نے بمقتضاے اپنی رحمت کے فرمایا ہے انتہےٰ طحطاوی لکھتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالےٰ پر وجوباً ثابت نہین تفضلاً و کرماً ثابت ہے

ب۱ نور عام طور پر روشنی کے معنی مین ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام نور بمعنی منور ہے اللہ تعالیٰ ہی آسمانون کو ستارون اور سیارون سے اور زمین کو انبیا و اولیا و علما و مومنین و مومنات سے اور مومنین و عارفین کی دلون کو نور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سے منور کرنیوالا ہے اور خواص کے نزدیک نور اوس چیز سے عبارت ہے جو اپنی او پر زیادہ ظاہر اور اپنی غیر کو ظاہر کرنیوالی ہو اور جب وجود کا عدم سے مقابلہ کیا جاے تو وجود کا ظہور ہوگا اور عدم کا خفا اور جو چیز عدم سے زیادہ تاریک اور ماہیات کو ظلمت عدم سے باہر لانیوالی ہے وہ بہ نسبت اپنی غیر کی نور کے نام سے موسوم ہونیکی زیادہ لائق ہے اور اسکا وجود وہ نور ہے جو کل اشیا پر فایض ہے اور سب کا وجود اسکے نور ذات سے ہے انتہےٰ بقدر ضرورت ۱۲ ب۲ نور ہے نور پر راہ اللہ اپنی نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۱۲ ب۳ اللہ آسمان و زمین کا نور ہے ۱۲ ب۴ یا اللہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھ پر ہے اور بطفیل اپنے اس سلوک کے جو تیری طرف

یہانتک کہ از راہ کرم حق سائلین بہی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین مین حدیث ثابت ہے[۵۱] اللھم انی اسئالک بحق السائلین علیک اور اگر حق حرمت اور عظمت و وجاہت مراد لیجیے تو بطریق وسیلہ درست ہے قال اللہ تعالی وابتغوا الیہ الوسیلۃ[۵۲] انتہی اور بحق نبی دعا مین یعنی وسیلہ کے کہنا تعلیم آنحضرت صلعم سے بہی ثابت ہے حیث علم اللھم انی اسئالک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ[۵۳] انتہی اور دعا کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا واسطے قبول توبہ کے باین عبارت کہ اسئالک بحق محمد ان لاغفرت لی خود کتب تفسیر وحدیث مین موجود ہے پس اس سے بہی حق تفضلی مراد ہے نہ حق ایجابی اور اسی قبیل سے ہے جو اللہ تعالے نے جابجا قرآن مجید مین فرمایا ہے وکان حقا علینا نصر المؤمنین[۵۴] وکتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وکان علی ربک حتما مقضیا وغیرھا من الآیات حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے ہین کہ در کتب فقہ[۵۵] مذکور است کہ دعا کردن بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد وتفصیل مقام آنست نزد معتزلہ کہ افعال عباد را مخلوق عباد میدانند جزاے آن افعال حق حقیقی بندگان است وبر مذہب اہل سنت وجماعت افعال عباد مخلوق خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقتا بلکہ وعدۃ وجعلا چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ است کہ من امن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان یدخلہ

[۵۱] یا اللہ مین تجہسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجہپر ہے ۱۲ [۵۲] اللہ تعالے نے کہا کہ اور پکڑو تم اوسکی طرف وسیلہ ۱۲ [۵۳] جیسا کہ سکہلایا اے اللہ مین تجہسے سوال کرتا ہون اور تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے متوجہ ہوتا ہون ۱۲ [۵۴] اور تہا حق ہمپر ایمان والون کو مدد دینا ۱۲ - اور تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کیا ۱۲ - اور تہا تیرے رب پر عہد پورا ہونے والا ۱۲ [۵۵] کتب فقہ مین مذکور ہے کہ کسی کے حق سے دعا مانگنا مکروہ ہے اس لیے کہ کسی کا خدا پر حق نہین تفصیل مقام یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو بندون کے افعال کو بندون کا مخلوق جانتے ہین اون افعال کی جزا بندون کا حقیقی حق ہے اور بر مذہب اہل سنت وجماعت بندون کے افعال خدا کے مخلوق ہین پس حقیقتا بندون کا اون افعال سے کوئی حق ثابت نہین بلکہ بطور وعدہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لایا اور اوس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکہے

الجنة هاجر فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها - و نیز در حدیث صحیح از حضرت معاذ بن جبل آمده هل تدری ما حق العباد علی الله الخبر - پس آنچه در روایت توبه حضرت آدم علیه السلام آمده است محمول بر همان حق جعلی و تفضلی است و آنچه در کتب فقه ممنوع است حق حقیقی است و از بسکه در سابق مذهب معتزله رواج بسیار میداشت و استعمال این لفظ موهم مذهب ایشان میشد فقها مطلقاً از استعمال این لفظ منع نموده تا خیال کسے بآن مذهب نرود این است آنچه درین مقام موافق قرار داد علماے ظاهر است و اهل تحقیق چنین گفته اند که هر یک از اکمل بنی آدم را باعتبار صورت کمالیه او اسمی است از اسماے الٰهی که تربیت او میفرماید پس سوال بحق کاملے از کاملان اشاره بآن اسم است اگر شخصے در وقت استعمال این لفظ ملاحظه این معنی نماید قطعاً ملام و معاتب نیست انتهی والله اعلم بالصواب فقط

۵ تو الله پر حق ہوگا کہ وہ اوس کو جنت مین داخل کرے فی سبیل الله ہجرت کی یا وہین مقیم رہا جہان پیدا ہوا - نیز حدیث صحیح مین حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ کیا جانتے ہو کہ بندون کا حق الله پر کیا ہے پس روایت توبہ حضرت آدم علیہ السلام مین جو کچھ آیا ہے وہ اوسی حق جعلی و تفضلی پر محمول ہے اور کتب فقہ مین جو ممنوع ہے وہ حق حقیقی ہے چونکہ پہلے زمانہ مین مذہب معتزلہ بہت رائج تہا اور اس لفظ کا استعمال اونکے مذہب کا وہم دلاتا تہا تو فقہا نے اس لفظ کے مطلقاً استعمال کو منع کر دیا تا کہ کسی کا خیال اوس مذہب کی طرف نہ جاسکے یہ ہے جو یہان پر موافق قرار داد علماے ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کا باعتبار اپنی صورت کمالیہ کے اسماے الٰہی سے ایک اسم ہے جو اوس کی تربیت فرماتا ہے پس کاملین مین سے کسی کامل کے حق سے سوال کرنا اشارہ اوس اسم سے ہے اگر کوئی شخص اس لفظ کے استعمال کے وقت اس معنی کا لحاظ کرے تو ہرگز قابل ملامت و عتاب نہین ہے ۱۲ فقط

تمت بالخیر

صحت نامہ رسالہ الدرج المنیفہ فی ایمان آبا نبی الکریم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲م	العزہ	العزۃ
//	۴م	نزھم	نزھھم
۲۵	۳م	مضافۃً	مضافاً
//	۱۷ت	ی سکے	ہی سکے
//	۱۸ت	ون سکے	اون سکے
۲۸	۱۰ت	جالی ہے	جاتی ہے
۳۵	۱۸م	اسداھما	احدھما
//	۱۵ت	اسے	استئے
۳۷	۱۹م	فخبطوا	فخبطواو
//	۱۹ت	جبط	خبط
۴۳	۱۷م	جومنعوا	ومنعوا
۴۷	۱۳م	من یبلغہ	من لم یبلغہ
//	۱۵م	انلہ	الھم
//	۲ت	کلام	کلام مین

اشتہار

تالیفات حضرت مؤلف کتاب ہذا

تحریر الانور فی تفسیر القلندر - فارسی - مطبوعہ ریاست رامپور ...... قیمت ۴ر

الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی - فارسی مطبوعہ ریاست رامپور - قیمت ۸ر

کشف الدقائق عن رموز الحقائق - فارسی مع ترجمہ مطبوعہ ریاست رامپور - قیمت ۸ر

فاتح الابصار - فارسی مع ترجمہ - مطبوعہ ریاست رامپور .. قیمت ۴ر

زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار - فارسی مترجم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ .. قیمت ۱۰ر

القول الوجیہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ - فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ قیمت عہ

انتصاح عن ذکر اہل الصلاح - فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ .... قیمت عہ

الدرۃ البیضاء فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا - اردو مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ - قیمت عہ ۸

احسن الافادہ لارباب الارادہ معروف برسالہ بیعت وجہ بافوج - اردو مطبوعہ گلشن ابراہیمی قیمت ۲ر

المشتہر

قاضی محمد انتظام علی خان - محلہ قاضی گڈھی کاکوری ضلع لکھنؤ